بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly Badr Qadian

جلد ۱۴ — شمارہ ۴

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری — نائب فیض احمد گجراتی

شرح چندہ: سالانہ ... — ششماہی ...

۲۸ صلح ۱۳۴۴ ہش | ۲۴ رمضان ۱۳۸۴ھ | ۲۸ جنوری ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان - ۲۶ جنوری - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں اخبار الفضل مورخہ ۲۵ جنوری میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ :-

"ربوہ - ۲۳ جنوری بوقت نو بجے صبح - کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی - اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے - الحمد للہ۔"

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے - آمین

قادیان - ۲۶ جنوری - حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۲۱ جنوری کو شام کے پانچ بجے مع اہل و عیال خیر و عافیت سے واپس دار الامان تشریف لے آئے تھے - اور اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں -

قادیان - ۲۶ جنوری - رمضان المبارک کے سلسلہ میں تراویح اور درس کا سلسلہ جاری ہے مفصل رپورٹ زیر

قرنِ اوّل کے ایک سُریانی صحیفہ کا انکشاف

ابتدائی عیسائیوں اور حضرت مسیح ناصری کی بعض غزلات

از قلم جناب شیخ عبد القادر صاحب فاضل محقق - لاہور

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے ✤ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت مسیح موعودؑ

بیسویں صدی کے شروع میں قرنِ اول کے عیسائیوں کی ۴۲ غزلوں کا ایک مجموعہ سُریانی زبان میں ملا - یہ غزلیں اعلیٰ درجہ کے روحانی مضامین، وجدانی کیفیات اور جذباتِ شکر و امتنان کی آئینہ دار ہیں -

حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ "ابنِ داؤد" کے خطاب سے یاد کئے گئے، اس نسبت سے اس مجموعہ کا نام "غزلاتِ سلیمان"

Odes of Solomon

رکھا گیا -

ان کی قدامت کا اندازہ آپ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ قرونِ اولیٰ میں یہ گیت ایک مدت تک سریانی چرچ کی عبادت میں شامل رہے ہیں اور ابتدائی صحائف میں ان کے حوالے ملتے ہیں -

ان غزلات کا نادر نسخہ سال ۱۹۰۹ء میں Rendel Harris نامی ایک عیسائی عالم نے شائع کیا جو کہ کیمبرج کے کلیر کالج کے فیلو تھے -

۱۹۲۶ء میں بائیبل کی گمشدہ کتابوں پر The Lost Books of the Bible کے نام سے ایک مجموعۂ صحائف امریکہ سے شائع ہوا - اس میں اس سریانی صحیفہ کو بھی جگہ دی گئی - شروع میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اس نوشتہ کا تعارف کروایا گیا ہے۔

"یہ صحیفہ جو کہ نہایت خوبصورت گیتوں کا مجموعہ ہے - سریانی زبان کے ایک بہت قدیم اور نادر نسخہ کی صورت میں دستیاب ہوا ہے - ایک نہایت معقول نظریہ کی رُو سے یہ قرنِ اول کے نئے بپتسمہ پانے والے عیسائیوں کے گیت ہیں - بائیبل کے اعلیٰ درجہ کے شہ پاروں سے یہ لگا کھاتے ہیں۔"[1]

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (ایڈیشن ۱۹۶۲ء) میں لکھا ہے کہ :-

"اس صحیفہ کی اشاعت سے قبل ان غزلات کے صرف ایک حصہ سے دنیا واقف تھی - قرونِ اولیٰ کی بعض کتابوں میں ان غزلوں کے حوالے ہمیں ملتے ہیں - تیسری یا چوتھی صدی کے صحیفہ "پس ٹس صوفیہ" میں سریانی صحیفہ کی پانچ غزلیں درج ہیں - تیسری صدی کا ایک ورق پیپرس کے قرطاس پر لکھا ہوا ملا - اس میں ایک غزل درج ہے - یہ غزلات دوسری صدی کے مشرقی عیسائیوں کے معتقدات کی آئینہ دار ہیں - ان کے مضامین سے پتہ لگتا ہے کہ مبہو تا میہ میں لکھی گئیں - اور ایڈیسہ کی تاریخ کی گونج ان میں سنائی دیتی ہے -

صحائف قمران کی مناجات سے ان غزلات کی کچھ مشابہتیں قابلِ غور ہیں - ان غزلات سے ظاہر ہے کہ نجات صلیب سے وابستہ نہیں - یہ کہنا کہ یہ غزلیں باطنی فرقہ (Gnostics) کی ہیں، ایک غیر مستحکم نظریہ ہے۔" (تلخیص[2])

عصرِ حاضر کے ایک سکالر ہیو جے شانفیلڈ (Hugh J. Schonfield) نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سریانی صحیفہ میں حضرت مسیحؑ کی زندگی کے ایسے حالات پیش کئے گئے ہیں جو کہ ابتدائی عیسائیوں کی انجیل عبرانیہ میں درج تھے - چرچ کے رد کرنے کے باعث یہ انجیل اب ضائع ہو چکی ہے - اس کے بعض اقتباس آبائے کلیسیا کی کتابوں میں درج ہیں - شانفیلڈ نے سریانی صحیفہ کی پندرہ غزلوں کے حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے عبرانی نسل کے ابتدائی عیسائیوں نے یہ نظمیں لکھی ہیں - حضرت مسیحؑ کی زندگی کے مخفی حالات اور ابتدائی عیسائیوں کے معتقدات ان میں پیش کئے گئے ہیں۔[3]

سُریانی صحیفہ کا تعارف

سُریانی صحیفہ میں دو قسم کی غزلیں درج ہیں - بعض غزلات میں حضرت مسیح علیہ السلام دنیا سے مخاطب ہیں - اور بعض میں اپنے ماننے والوں سے - علماء کہتے ہیں کہ پہلی قسم کی غزلیں بھی ابتدائی عیسائیوں نے لکھی ہیں اور اپنے آقا کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں - گویا حضرت مسیح علیہ السلام کے جذبات، حالات اور وقائع انہی کی زبان سے پیش کئے گئے -

اوّل الذکر غزلوں کے اعلیٰ مضامین اور روحانی کیفیات کی فراوانی کو دیکھتے ہوئے ہر شخص محسوس کرے گا کہ ان میں پیغمبر یروشلم گویا ہے - یہ کسی ماننے والے کے جذبات کی عکاسی نہیں - کسی نبی کا کلام ہے اور کلام الامام امام الکلام کا مصداق ہے -

انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے زرّیں اقوال کو دیکھتے ہوئے بعض عیسائی محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ایک باکمال روحانی شاعر تھے - انجیل کے مندرجہ اقوال کے پسِ منظر میں ایک وزن، موزونیت اور Rythum ہے - اگر یہ بات درست ہے تو آپؑ کی موزون نثر تو ملتی ہے آپ کا منظوم کلام کہاں گیا ؟

اس کا ایک جواب ہمیں صحائف قمران سے ملا - اس میں پیغمبر یروشلم کی جسے صادق استاد کہا گیا نہایت خوبصورت عبرانی نظمیں درج ہیں - ان نظموں میں ایک طرف اللہ تعالیٰ سے تعشق اور اس کی بے پایاں محبت کا والہانہ اظہار ہے اور دوسری طرف اس معجزہ کا بہ تکرار ذکر ہے کہ مجھے مخالفین نے موت کے تاریک غار میں دھکیل دیا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہاتھ نے مجھے بچا لیا - اور اس نے مجھے اپنے آغوشِ محبت میں سمیٹ لیا - اور ... میری حفاظت کا سامان مہیا ہوگا

اس د... ا... ہمیں سریانی صحیفہ کی صورت میں ملا

(باقی صفحہ پر)

[1] The Lost Books of the Bible by the World Publishing Company New York P. 120

[2] انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا زیر عنوان ... of Solomon

[3] According to ... P. 262-265

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۸/۱/۶۵

قادیان میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

رمضان شریف کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن - عام طور پر اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ یہ معنے بھی درست اور عمدہ ہیں کہ عرب میں روحانیت کا جو آفتاب صداقت آج سے چودہ سو سال پہلے طلوع ہوا تو اس کی پہلی کرنیں جو دنیا کو منور کرنے کے لئے غارِ حرا میں پھیلیں تو اسی ماہ مبارک میں۔ لیکن اس کی گوناگوں برکات کے سبب ہر سال قرآن کریم کا مجازی نزول اس مبارک مہینہ میں ہوتا ہے۔ جس کا واضح ثبوت وہ عملی شاہد ہے جس سے ہر سال ہی مومن لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جونہی اس بابرکت مہینہ کا آغاز ہوا عجیب قسم کی برکات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ ایک خاص قسم کی بیداری نفوس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سوائے ان بے نصیب افراد کے جن کی روح درحقیقت مردہ ہو چکی ہوتی ہے - رمضان کا چاند دیکھتے ہی قلوب میں ایک نیا انبساط اور فرحت سی دوڑ جاتی ہے۔ اور جوں جوں یہ مہینہ آگے بڑھتا ہے اس کی برکات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے جس طرح خالص زندہ دھیمی دھیمی آنچ سے آہستہ آہستہ کھوئے کی شکل بنتا ہے۔ اور عرفِ عام میں جو اسے کھوئے کے نام سے پکارا جاتا ہے تو درحقیقت یہ مومن کے دل کی کیفیت کا دوسرے الفاظ میں بیان ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی خدا کی محبت میں کھویا گیا۔ اور اپنے مطلوب و مقصود کے قریب تر پہنچ گیا - تا آنکہ رمضان کے آخری عشرہ میں جس لیلۃ القدر کی شہادت دی گئی اُسے مل جاتی ہے - اس دوران میں قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے انوار سے مومن اپنی روح کی پاکیزگی کے سامان کرتا اور اپنے اندرونے کو شفاءٌ لما فی الصدور کے نسخہ کے استعمال سے ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک و صاف کر لینے کی سعی کرتا ہے - اور نتیجۃً اپنے اپنے ظرف کے مطابق والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے مطابق وہ اپنے مقصود کو پہنچ ہی جاتا ہے - یا اگر پہنچ نہیں پایا تو کم سے کم پہلے کی نسبت قرب کا مقام حاصل ہو گیا ــــ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی تو پہنچ ہی جائے گا - !!

قرآن کریم کہتا ہے کہ انسان کو مختلف قسم کی استعدادیں دے کر دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ خدا کا حقیقی عبد بن جائے - انسان سے خدا یہی چاہتا ہے کہ وہ اسی کا ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا ففروا الی اللہ تم خدا ہی کی طرف رجوع کرو۔ نیز فرمایا وتبتل الیہ تبتیلا - تم اسی کی طرف کامل طور پر منقطع ہو جاؤ۔ مگر چونکہ انسان کے ساتھ بشریت کے تقاضے بھی لگے ہوئے ہیں اس لئے یہ تو ممکن نہیں کہ انسان ان سب علائق سے بکلی منہ موڑ لے اور نہ اسلام کی تعلیم کا یہ منشا ہے - اگر ایسا ہوتا تو خالقِ فطرت انسان کے لئے فطرتاً ایسے حالات ہی پیدا نہ کرتا۔ مگر اسلام جو انسان سے مطالبہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کلی طور پر دنیا کی طرف مائل نہ ہو جائے۔ بلکہ فرمایا لا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک - واجبی حد تک دنیاوی علائق کی پاسداری کرے اور ان علائق میں ہوتے ہوئے اس کی اصل توجہ کا مرکز خدا ہی کی ذات ہو۔ تا اس کوشش میں اس کے لئے ثواب کا موقعہ حاصل ہو

رمضان ایسے ہی کامل تبتل اور انقطاع الی اللہ کے حصول کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ روزمرہ کے کھانے پینے سے لے کر انسان کے آرام و آسائش اور جنسی تعلقات تک میں اس تبتل کا عملی سبق دیا گیا ہے - چنانچہ ہر سال جب یہ بابرکت مہینہ آتا ہے مومنوں کی جماعت اسی سبق کا اعادہ کرتی ہے - اور ہر شخص اپنے اپنے ظرف اور ہمت کے مطابق اس سے بہرہ اندوز ہوتا ہے !!

ماہ مبارک شروع ہوتے ہی قادیان کے محلہ احمدیہ میں ایک خاص روحانی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ طبائع میں قرآن کریم کی تلاوت اس پر غور و فکر کی طرف غیر معمولی رجوع ہو گیا۔ ہر دو مرکزی مساجد میں نماز تراویح میں قرآن کریم سننے سنانے کا اہتمام ہو گیا۔ چنانچہ مکرم مولوی محمد اسحٰق صاحب درویش مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عشاء اور مکرم قریشی فضل حق صاحب مسجد مبارک میں بوقت تہجد نماز تراویح پڑھا رہے ہیں۔ اگرچہ شروع زمانۂ درویشی سے اب تک بفضلہٖ تعالیٰ روزانہ ہی مسجد مبارک میں نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی ہے لیکن ماہ رمضان کی خاص برکت سے ہر دو مساجد میں ان اوقات میں خاص رونق ہوتی ہے - اور یہ بیداری قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت کی علامت ہے

نماز ظہر سے لے کر عصر تک کے درمیانی وقفہ میں مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا حسب سابق درس کا سلسلہ بھی جاری ہے- چنانچہ پہلے پانچ پاروں کا درس مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مبلغ سرینگر نے دیا اور ۵ رمضان کو سورہ نساء کے اختتام تک درس دے کر اپنا مقررہ حصہ مکمل کیا۔ ۶ رمضان سے ۱۰ رمضان تک پانچ روز راقم الحروف کو پانچ پاروں کا درس دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس طرح سورۂ توبہ تک یہ حصہ مکمل ہو گیا۔ سورۂ یونس سے سورۃ کہف تک کے حصہ کا درس مکرم چودھری مبارک علی صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے دیا اور یہ حصہ ۱۵ ویں روزہ کو پورا ہو گیا۔ بعدہٗ راقم الحروف نے مزید چار روز میں پانچ پاروں کا درس دے کر ۱۹ ویں روزہ کو سورہ مریم سے سورۂ عنکبوت تک کا حصہ مکمل کیا۔ ۲۰ ویں رمضان المبارک کو مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی مدرس مدرسہ احمدیہ نے سورہ روم سے اپنے حصہ کا درس شروع کیا آپ انشاء اللہ سورہ حاشیہ تک درس دے کر ۲۵ پارے مکمل کر دیں گے۔ ان کے بعد مکرم چودھری مبارک علی صاحب کا دوسرا دور پانچ آخری پاروں کا شروع ہو گا۔ اس طرح موصوف کے درس سے قرآن کریم کا ایک دور پورا ہو جائے گا۔ اختتام پر ۲۹ رمضان المبارک کو حسب سابق بعد نماز عصر اجتماعی دعا ہو گی۔

خدا کے فضل سے احباب جماعت رات کو تراویح کی نمازوں میں اور دن کے وقت اپنے طور پر قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ درس کے موقعہ پر کافی تعداد میں شریک ہوتے ہیں ۔ مردوں کے علاوہ مستورات بھی بعد نماز عشاء نماز تراویح میں اور بعد نماز ظہر درس القرآن میں خاصی تعداد میں شریک ہوتی ہیں - بلکہ اب کے سال مستورات میں نسبتاً زیادہ بیداری دیکھی گئی - خدا تعالیٰ اسے قائم رکھے بلکہ بڑھاتا چلا جائے - آمین -

اور اب آخری عشرۂ رمضان کے شروع ہونے پر سنتِ نبویؐ کی اقتداء میں جو اسلامی تبتل کا گویا عملی نمونہ ہے سولہ افراد نے ہر دو مساجد میں اعتکاف کیا۔ خوشی کی بات ہے کہ ان میں دو خواتین ہیں - ایک تو ہمارے ایک درویش ہی کے گھر سے ہیں ۔ دوسری بزرگ خاتون کوئٹہ پاکستان سے اسی غرض کے پیش نظر تشریف لائیں ۔ موصوفہ ہمارے درویش بھائی مکرم فضل الٰہی خان صاحب کی بھو بھی ہیں ۔ علاوہ ازیں مردوں میں مکرم حاجی عبدالحکیم صاحب کراچی سے اور عزیز منیر الدین صاحب ابن حافظ مولوی بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ ماریشس ربوہ سے معتکفین میں شریک ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سب کے نیک دلی ارادوں کو پورا کرے - اور سب کی دعائیں قبول فرمائے - اور تقوےٰ میں ترقی دے اور انہیں موعود لیلۃ القدر کی برکات سے نوازے اور سب سے راضی ہو جائے آمین - خاص طور پر سب احباب جماعت کی وہ دعائیں جو وہ اسلام کے روحانی غلبہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے کر رہے ہیں اپنے فضل سے قبول فرمائے

علاوہ ازیں بعد نماز فجر بھی ہر دو مرکزی مساجد میں مختلف النوع درسوں کا التزام رہا - چنانچہ پہلے چار روز مسجد مبارک میں راقم الحروف نے بخاری شریف کا درس دیا - بعدہٗ چودھری مبارک علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا درس شروع کیا - جب کہ مسجد اقصیٰ میں تفسیر سورہ بقرہ اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس جاری رہا-

مکرم سید محمد شریف شاد صاحب درویش کے علاوہ مقامی خدام و اطفال بڑے ذوق و شوق سے سارے محلہ میں گھومتے ہوئے بلند آواز سے حسب موقعہ دینی اشعار پڑھتے اور درود شریف کا ورد کرتے رہے - اس طرح احباب کو سحری کے وقت جاگنے میں بڑی سہولت رہی خدا تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے - آمین-

اس طرح پر لطف روحانی ماحول میں قادیان میں رمضان المبارک کے لیل و نہار گذر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب احباب کے روزے قبول فرمائے - ان کی سب دعاؤں کو اپنے فضل سے بپایۂ قبولیت جگہ دے اور سب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کرتا رہے آمین - برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

درخواست دُعا

احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ ان مبارک ایام میں اسلام اور احمدیت کی ترقی و سربلندی کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کیلئے دعائیں فرمائیں۔

مکرم برادرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب کی وفات نیز ان کے فرزند عزیزم محمد عبد اللطیف صاحب کی جوانا مرگ سے ہمارے خاندان کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ احباب ہماری پریشانیوں اور مشکلات کے ازالہ کیلئے اور دینی دنیوی بہتری کیلئے دعا فرماویں۔ خاکسار سیٹھ محمد الیاس۔ یادگیر۔

مکرم بابا جان محمد صاحب درویش آف گھٹیالیاں وفات پا گئے!

ــــ انا للہ و انا الیہ راجعون ــــ

قادیان - ۲۲ جنوری - افسوس بابا جان محمد صاحب درویش آج بروز جمعہ نماز صبح کے وقت وفات پا گئے - اناللہ و انا الیہ راجعون - آپ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے - اور تقسیم ملک کے وقت خدمت مرکز کے لئے قادیان آئے تھے - اور بڑے اخلاص و وفا کے ساتھ اپنی درویشی گذاری - معمر آدمی تھے معمولی پہرہ وغیرہ کی ڈیوٹی دیتے رہے - اور عمر کے آخری چار سال تو صرف نماز روزہ اور تلاوت قرآن پاک ہی کرتے رہے - باباجی کی نیکی کی کشش تھی کہ چند سال قبل ان کی اہلیہ پاسپورٹ پر ان سے ملنے کے لئے قادیان آئیں تو بیمار ہو کر یہیں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں - باباجی بھی موصی تھے - نماز جنازہ محترم امیر صاحب مقامی نے مہمانخانہ کے صحن میں پڑھائی اور مرحوم کو قبل دوپہر بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا - احباب بلندیٔ درجات کیلئے دعا فرمائیں

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور لیلۃ القدر کی تلاش

لیلۃ القدر سے اللہ تعالیٰ انسان کو جو سبق دینا چاہتا ہے اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ [illegible]

رمضان کے آخری عشرہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کے اندر ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں خاص طور پر سنتا ہے۔ اس رات میں اس کے بندے جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ دیتا ہے اور جو چاہتے ہیں وہ پورا کرتا ہے۔ اور آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے

رمضان کے آخری عشرہ میں

اسے تلاش کرو۔ گو جیسا کہ میں پہلے کئی دفعہ بتا چکا ہوں، یہ ضروری نہیں کہ آخری عشرہ میں ہی وہ رات آئے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے اور بعد میں آنے والے صلحاء اور اولیاء اللہ کے تجربہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات بالعموم آخری عشرۂ رمضان میں آتی ہے۔

اس رات کے برکات

بہت سے اولیاء نے خود مشاہدہ کئے ہیں اور اپنی روحانی آنکھوں سے ان انوار کو آسمان سے اترتے دیکھا ہے جو انوار ایک دم میں تاریک دن کو نورانی بنا دیتے ہیں۔ اور متفکر انسان کو تمام دنیا میں

سب سے زیادہ خوش

کر دیتے ہیں۔ یہ تو ایک منٹ کے لئے بھی کبھی خیال نہیں کیا جا سکتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ ہے کہ اس گھڑی میں جو رمضان کے آخری عشرہ کی کسی رات میں آتی ہے جو آدمی جو کچھ بھی مانگے وہ اسے مل جاتا ہے کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر دین کے معاملہ میں امن داماں اٹھ جاتا ہے اور لیلۃ القدر اس

دعائے گنج العرش

کی طرح رہ جاتی ہے جس کے متعلق جاہلوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ وہ ایسی دعا ہے جس سے انسان جو چاہے حاصل کر سکتا اور ہر قسم کی تکلیف سے بچ سکتا ہے۔ اور پھر ایسی دعا کا پتہ بھی چور کے ذریعہ لگا ہے

نہ کہ کسی ولی اور بزرگ کے ذریعہ۔ کہتے ہیں ایک چور تھا جس نے کئی خون کئے۔ بادشاہ نے اس کے

قتل کا حکم

دیا۔ لیکن جب جلاد اسے قتل کرنے لگے اور اس کی گردن پر کئی تلواروں کے وار کئے تو اسے ذرا بھی گزند نہ پہنچی۔ اور ذرا بھی گردن نہ کٹی۔ اس پر بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ تلواریں اس کی گردن نہیں کاٹ سکتیں۔ بادشاہ نے کہا اگر اس کی گردن ایسی پکی ہے کہ تلواروں سے نہیں کٹ سکتی تو اسے پھانسی دے دو۔ لیکن جب پھانسی پر چڑھایا گیا تو پھانسی بھی اس پر کوئی اثر نہ کر سکی۔ اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو اس نے کہا کہ اچھا آگ میں ڈال دو۔ مگر آگ نے بھی اس کا کچھ نہ بگاڑا۔ پھر کہا گیا اسے اونچے پہاڑ پر سے گرا دو۔ لیکن پہاڑ سے گرانے پر وہ اس طرح لڑھکتا ہوا نیچے آ پہنچا گویا کھیل رہا ہے۔ پھر کہا گیا اسے وزنی پتھر باندھ کر پانی میں پھینک دو۔ لیکن جب پھینکا گیا تو وہ پانی پر اس طرح تیرنے لگا جس طرح کاک تیرتا ہے۔ آخر بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلا کر کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی کہ ہم نے تمہیں چور سمجھ کر سزا دینی چاہی تم تو بڑے

باکرامت انسان

ہو۔ اس نے کہا ہوں تو میں چور ہی مگر بات یہ ہے کہ میں ایک ایسی دعا جانتا ہوں کہ جتنے انبیاء گزر چکے ہیں ان کی نیکیوں کے برابر نیکیاں ایک دفعہ اس کے پڑھنے سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح خواہ کوئی کتنے گناہ کرے ایک دفعہ اس کے پڑھ لینے سے سب دور ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بس وہ دعا پڑھا کرتا ہوں

تو نادانوں کی یہ دعا نکالی ہوئی ہے اگر لیلۃ القدر بھی اسی طرح کی ہو کہ خواہ کوئی ڈاکہ ڈالے، چوری کرے، قتل کرے،

انبیاء کو گالیاں دے۔ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کرے لیکن اس رات دعا مانگ لے تو

انبیاء کی دعائیں

رد ہو جائیں مگر اس کی دعا رد نہ ہو گی تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ پھر کسی کو نیک اعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مثلاً ایک شخص اس رات یہ دعا مانگ لے کہ میں جو چاہوں کروں لیکن جاؤں جنت کے سب سے اعلےٰ مقام میں اور اعلیٰ درجہ میں۔ اور یہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو پھر وہ خواہ کچھ کرے جنت میں ہی جائے گا۔ مگر یہ بات

اسلام کی تعلیم

اور اسلام کے مغز کے قطعی خلاف ہے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس رات میں ایک خاص گھڑی ہوتی ہے جبکہ برکات نازل ہوتی ہیں اور خصوصاً جمعہ کی رات کو اس سے بڑا تعلق ہے تو اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اس گھڑی میں خواہ کوئی دعا کی جائے خدا تعالےٰ کو ضرور منظور کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ اسے رد نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لئے کچھ حد بندی کرنی پڑے گی جس کے ماتحت اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ حد بندیاں کیا ہیں۔ یہ حد بندیاں وہی ہیں جو شفاعت کے متعلق ہیں۔ یعنی ایک ایسا شخص جو کوئی ایسی چیز مانگتا ہے جو

خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت

دی جا سکتی ہے۔ لیکن بعض عارضی روکیں پیدا ہو گئی ہیں جو امکانِ قدرت سے تعلق نہیں رکھتیں یا اس انسان کے درجہ سے تعلق نہیں رکھتیں۔ وہ ایسے موقعہ پر مانگے گا تو اسے مل جائے گا۔ ورنہ اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ

خواہ کوئی کچھ کرے

جو دعا بھی اس وقت مانگے وہی قبول ہو جائے

گی تو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص رمضان کے پہلے بیس روزے نہ رکھے۔ نہ نمازیں پڑھے نہ کوئی اور نیک کام کرے۔ لیکن جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو تو مغرب کی نماز کے بعد سے کر صبح کی نماز تک دعا مانگتا رہے اور دن کو سو جائے۔ نہ ظہر کی نماز پڑھے نہ عصر کی۔ پھر رات کو یہ دعا مانگنا شروع کر دے کہ میں جو چاہوں کرتا رہوں مجھ سے کوئی باز پرس نہ ہو۔ اور میں اعلےٰ سے اعلےٰ مقام پر جنت میں رکھا جاؤں۔ یہ ہرگز مفہوم نہیں ہو سکتا ان حدیثوں کا جو

لیلۃ القدر کے متعلق

آئی ہیں۔ دعا وہی سنی جاتی ہے جو خدا تعالےٰ کے قانون کے ماتحت قبول ہونی ممکن ہو مگر عارضی روکوں کی وجہ سے قبول نہ ہو سکتی ہو۔ اور یہ درست ہے کہ انبیاء کی ایسی دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں۔ ان کی وہی دعائیں نامنظور ہوتی ہیں جو خدا تعالےٰ کے قانون یا خاص تقدیر کے مقابلہ میں آ پڑتی ہیں۔ اور انبیاء کو اس کا پتہ نہیں ہوتا۔ ورنہ جو ایسی نہیں ہوتیں وہ قبول کی جاتی ہیں۔ اور کبھی رد نہیں کی جاتیں یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات

انبیاء کے منہ سے نکلے ہوئے فقرے

اس صفائی کے ساتھ پورے ہوتے ہیں کہ لوگ خیال کر لیتے ہیں کہ انہیں بھی قانونِ قدرت پر تصرف حاصل ہے لیکن وہ اہم امور جو خاص تقدیروں کے ماتحت ہیں اور جن کے متعلق اللہ تعالےٰ کا قانون اور رنگ میں جاری ہوتا ہے ان کے متعلق نہ صرف یہ کہ انبیاء کے منہ سے نکلی ہوئی دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ مہینوں اور سالوں اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں تو بھی منظور نہیں ہوتی۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ انبیاء اور اپنے مقربین کی دعائیں

محبت اور پیار

کی وجہ سے سنتا ہے۔ اگر محبت اور پیار کی وجہ سے خدائی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا

یہی وجہ ہے کہ وہ دعائیں جو اس کے قانون قدرت یا تقدیر خاص کے خلاف ہوں انہیں قبول نہیں کرتا۔

رمضان المبارک کا

آخری عشرہ

بعض حدبندیوں کے ماتحت آتا ہے۔ اور جب یہ بات تسلیم کی جائے گی تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ لیلۃ القدر میں آنے والی خاص گھڑی سے وہی فائدہ اٹھائے گا جو اپنے

اعمال کے رُو سے

اس کا مستحق ہوگا۔ پھر یہ حدبندی لگانے پر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ لیلۃ القدر ہر انسان کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے جو خود اسے اپنے لئے پیدا کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس عشرہ میں وہ خاص گھڑی اس لئے رکھ دی گئی ہے کہ جو چاہے اس سے فائدہ اٹھالے۔ بلکہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے اس کے مستحق ہوتے ہیں ان کے لئے یہ بنائی جاتی ہے۔ پس یہ بات خوب اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیئے کہ لیلۃ القدر اس رات میں پیدا نہیں کی جاتی جس کی طرف منسوب ہوتی ہے بلکہ پچھلے سال اور پچھلے مہینے اسے بناتے ہیں جس کے پچھلے اعمال اعلیٰ ہونگے اسی کے لئے لیلۃ القدر ہوگی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر میں یہ اشارہ ہے کہ جس کے

ابتدائی ایام نیکی میں

گذرتے ہیں اس کے انتہائی ایام میں بھی خدا تعالیٰ کی تائید اس کے شامل حال ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ رمضان کے ابتدائی ایام میں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اس کے لئے آخری ایام میں ایسا وقت آتا ہے کہ خدا اس کے لئے فضل نازل کرنے کا خاص موقعہ رکھتا ہے۔ پس لیلۃ القدر میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر انسان اپنی زندگی کی ابتدائی گھڑیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا میں صرف کرے تو اس کی انتہائی گھڑیاں خدا تعالیٰ خود اپنی رضا میں صرف کرائے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے

طاقت کے ایام میں

خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس وقت جبکہ بڑھاپے کی وجہ سے اور کمزور ہو جانے کے باعث خدا تعالیٰ کی خاطر جسمانی اور مالی قربانی نہ کرسکے گا خدا تعالیٰ خود اس سے کرائے گا۔

پس رمضان کے آخری عشرہ میں جس لیلۃ القدر کا ذکر کیا گیا ہے وہ دراصل انسان کے انجام کی طرف اشارہ ہے۔ اگر ایک انسان نے متواتر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کی۔ اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی تو جب اس پر ایسا زمانہ آئے گا جب وہ اپنی ناطاقتی کی وجہ سے خدمت دین میں حصہ نہ لے سکے گا تو خدا تعالیٰ خاص طور پر اس کی مدد فرمائے گا۔ اور اس کی باتوں میں وہ اثر پیدا کردے گا جو دوسروں کے کاموں میں بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نے

اپنی ساری عمر

خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں خرچ کردی۔ اور دوسرے ابھی امتحان میں ہیں۔ نہ معلوم ان کا کیا نتیجہ ہو۔ پس لیلۃ القدر اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسان جس نے اپنی ساری عمر خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی خدمت میں صرف کردی وہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے جب جہاد کے لئے نہیں جاسکے گا۔ یا مالی قربانی نہیں کرسکے گا اس وقت اس کے دل میں جو نیک ارادے پیدا ہوں گے ان کا ہی اس کو اتنا ثواب ملے گا جو جوانوں کو ان کے کاموں کا نہیں ملے گا۔ کیونکہ ان کی زندگی کی تو ابھی ابتدا شروع ہوئی ہے۔ اور وہ اپنی زندگی اور قوےٰ خرچ کرکے انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ پس

لیلۃ القدر پیدا کی جاتی ہے

اور خدا تعالیٰ کی راہ میں کام کرنے والوں کے انجام کی خوبی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ مگر دوسری طرف اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کا انجام اچھا نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کی ابتدا بھی اچھی نہ تھی۔ اور اس کی ابتدائی خدمات نیک نیتی اور خلوص پر مبنی نہ تھیں۔

پس لیلۃ القدر سے یہ سبق مل سکتے ہیں اول یہ کہ جو انسان خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ابتدا سے کام کرے گا اس کا انتہا اچھا ہوگا اور دوم یہ کہ اگر کسی کیلئے لیلۃ القدر کی حالت پیدا نہیں ہوتی تو معلوم ہوا کہ گو اس کا پہلا زمانہ بظاہر اچھا معلوم ہوتا تھا اور وہ اچھے کام کرتا نظر آتا تھا مگر اس میں کچھ ایسے نقص تھے کہ جن کی وجہ سے اس کی خدمات قبول نہ ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے اس کے اعمال کے تسلسل کو جاری نہ رہنے دیا۔

ان دو سبقوں کے ماتحت دوستوں کو صرف رمضان میں ہی نہیں اور رمضان کے آخری عشرہ میں ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی

لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہیئے

اور اپنی زندگی کے آخری عشرہ کے لئے ایسے سامان مہیا کرنے چاہیئں کہ انہیں لیلۃ القدر کے فیوض حاصل ہوسکیں اور ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی زندگی کے پہلے ایام میں تو کام کریں لیکن انجام کے وقت جب ان میں کام کرنے کی طاقت نہ رہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد حاصل نہ ہو۔ جو وہ اپنے محبوب بندوں کو دیتا ہے اور جو پنشن کے طور پر اسکی طرف سے ملتی ہے۔ اس وقت وہ اپنا خاص فضل نازل کرے اور اپنے برکات کا وارث بنائے۔

یہی سبق ہے جو خدا تعالیٰ لیلۃ القدر سے مومنوں کو دیتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے

ہو کہ ہم رمضان کی لیلۃ القدر سے بھی فائدہ اٹھائیں اور انسان کی جو لیلۃ القدر ہوتی ہے اس سے بھی مستفیض ہوں۔ ہم خدا تعالیٰ کی گود میں ہوں اور ہمارا آخری انجام اسی طرح ہو جس طرح لیلۃ القدر کے متعلق وعدہ کیا گیا ہے ۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں ایک تقریب

قادیان - ۱۱ جنوری - نظارت تعلیم و تربیت کے زیر انتظام آج مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلبا و اساتذہ شریک ہوئے یہ تقریب اس غرض سے منعقد کی گئی تھی کہ محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری جو قریباً آٹھ سال تک قادیان میں ناظر تعلیم و تربیت قادیان کے عہدہ پر خدمات بجالاتے رہے تھے اور اب کراچی میں مقیم ہیں زیارت مقامات مقدسہ کے لئے پاسپورٹ پر قادیان تشریف لائے تھے ان کے نصائح سے یہ تعلیمی ادارے مستفید ہوں

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صدر جلسہ مکرم منظور احمد صاحب سوز ایم اے نائب ناظر تعلیم و تربیت نے افتتاحی تقریر کی۔ جس میں اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔

اس کے بعد محترم حکیم صاحب موصوف نے جلسہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے آیہ کریمہ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ دنیا میں کوئی شخص بھی کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے اصول زندگی کو نہ سمجھے۔ ایک خردمند انسان سب سے پہلے اپنے مقصد حیات اور اپنے وجود کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثاً کہ اے لوگو! میں نے تمہیں عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ تمہیں بڑے عظیم الشان مقصد کے لئے پیدا کیا ہے جو یہ ہے کہ دہریت کی رَو میں بہتی ہوئی دنیا کا رُخ موڑ کر اسے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اسلام ہمارے سامنے یہی مقصد زندگی پیش کرتا ہے اور آج دنیا کے تختہ پر اس مقصد کی واحد علمبردار جماعت احمدیہ ہے پس ہمارا مقصد رب العزت سے اکتساب نور کر کے دہریت کی ظلمتوں کو دور کرنا ہے جو آج اپنی مادیت کے ذریعہ سے ساری دنیا کو اپنے گھیرے میں لے رہی ہیں۔ ہمیں قرآنی اخلاق اور اسوہ رسول کے رنگ میں رنگین ہوکر اپنے عملی نیک نمونہ سے دنیا کے لئے ہدایت کے راستے منقش کرنے ہیں

آپ نے فرمایا قادیان کی یہ چھوٹی سی بستی ایک غیر آباد سا مقام تھا ایک اجڑا ہوا سا اور چھوٹا سا گاؤں تھا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اس بستی کو اپنے دین کی خدمت کے لئے منتخب کیا۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کی سربلندی کے لئے مامور فرمایا جو اپنے مکی و مدنی آقا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد ہمارا یہ فرض اولیں ہے بلکہ ہمارا یہ مقصد زندگی ہے کہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت اسلام کے لئے وقف کر دیں۔ اور اپنے معبود حقیقی سے رشتہ جوڑ کر اپنے تن من دھن سے خدمت اسلام میں لگ جائیں۔ اور دنیا کی بھولی بھٹکی مخلوق کو آستانہ الوہیت کا راستہ دکھائیں۔

محترم حکیم صاحب نے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان کے دور دراز مقامات سے یہاں آئے ہیں۔ آپ کا وقت بہت قیمتی اور مقصد بہت عظیم ہے۔ یعنی تعلیم حاصل کرکے دین کی خدمت کرنا۔ سو آپ کا فرض ہے کہ اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ایک تو اپنے تمام اوقات کو پڑھائی میں صرف کریں اور دوسرے اپنے اساتذہ کی عزت و تکریم اپنے دلوں میں بسا کر ان سے علم کی دولت حاصل کریں۔ اور یاد رکھیں کہ احترام استاد کے بغیر تکمیل تعلیم ایک موہوم خواب ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دین کی خدمت کے لئے چنا ہے اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ دن رات محنت کرکے اپنے آپ اس عظیم الشان خدمت کا اہل ثابت کریں۔ اور تعلیم و تدریس کے ماہرین نے صدیوں کے تجربات کے بعد اس کے دو ہی گُر بتائے ہیں۔ اول یہ کہ اساتذہ کرام کا دل سے ادب اور ان کی فرمانبرداری اور دوم یہ کہ اپنی تعلیم میں انہماک اور لگن۔

آپ نے فرمایا چونکہ آج کے طلبا آئندہ چل خود معلم اخلاق بننے والے ہیں اس لئے تعلیم کے ساتھ ہی عمل کا سلسلہ بھی جاری ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنے کردار و اعمال میں دینی رنگ کو نمایاں کرنا چاہیئے۔ آپ کی تمام تر ظاہری وضع قطع خالص اسلامی سانچے میں ڈھل جانی چاہیئے تاکہ جب آپ تبلیغی میدان میں جہاد کے لئے نکلیں تو آپ کے نطق و کردار میں یکسانیت اور ہم آہنگی ہو اور آپ کی شخصیتوں میں کشش اور جاذبیت ہو۔

آخر پر مکرم صدر جلسہ نے محترم حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود طلبہ سے خطاب کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ خاکسار انصار احمد تنویر

ضروری اعلان

برائے انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ موجودہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت کے سہ سالہ تقرر کی میعاد ۶۵/۴/۳۰ کو ختم ہو رہی ہے اور آئندہ سہ سالہ تقرر یعنی ۶۵/۵/۱ سے ۶۸/۴/۳۰ تک کے لئے نئے عہدیداران کا انتخاب جلد از جلد کروایا جانا مطلوب ہے۔ جس کے لئے ۳۱ مارچ ۱۹۶۵ء تک کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ اس تاریخ تک تمام عہدہ داران کا انتخاب ہو کر فہرست ہائے انتخاب نظارت ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ تاکہ ضروری کارروائی کر کے ۶۵/۴/۳۰ سے پہلے پہلے منظوری بھجوائی جا سکے۔ اور نئے عہدہ داران نیا سال شروع ہوتے ہی چارج لے کر کام شروع کر دیں۔

انتخابات کے بارہ میں مندرجہ ذیل امور کو ضرور مدنظر رکھا جائے۔

۱۔ تمام انتخابات قواعد کے مطابق ہوں۔

۲۔ بعض جماعتیں یہ لکھ دیتی ہیں کہ ہماری جماعت کے سابقہ عہدہ داری رہنے دئے جائیں۔ یہ طریق غلط ہے۔ انتخاب ضرور ہونا چاہئے پھر خواہ پہلے عہدہ داری چنے جائیں۔

۳۔ امیر اور نائب امیر کے انتخاب کی رپورٹ الگ ہونی چاہئے اور باقی عہدہ داران کی فہرست الگ آنی چاہئے۔ کیونکہ امیر اور نائب کی منظوری حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی جاتی ہے

۴۔ محصل اور نائب سیکرٹری مقامی انجمن خود ہی مقرر کر سکتی ہے۔

قواعد و ضوابط کی کاپیاں ہر جماعت میں موجود ہوں گی۔ اور اب بھی کاپیاں قواعد و ضوابط بھجوائی جا رہی ہیں۔

جملہ پراونشل امراء صاحبان و مبلغین کرام اپنے اپنے حلقہ میں انتخابات جلد از جلد کروانے کے لئے نگرانی فرما دیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

علی پور کھیڑہ میں ہندو مسلم اتحاد پر تقریر

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ مظفرپور بہار توسط نظارت دعوۃ و تبلیغ

جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی پر خاکسار نے چند روز علی پور کھیڑہ (یوپی) میں قیام کیا۔ مورخہ ۳۱ دسمبر کو یہاں ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا گیا جو یہاں کے بڑے بازار میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض ایک کانگرسی لیڈر جناب دیدجی نے انجام دئے۔ جلسہ میں کافی رونق تھی۔

خاکسار نے ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر تقریر کی جس میں اس بات پر زور دیا کہ اس وقت خاص طور پر ہمارے ملک کو اتحاد و اتفاق کی بڑی ضرورت ہے۔ نیز ہم نے مذہبی سچائیوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کے فوائد بتائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور تعلیم بھی پیش کی گئی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد کانگرس کے صدر صاحب نے بھی مختصر سی تقریر ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر کی۔

صدر محترم نے اپنی تقریر میں خاکسار کی تقریر کی بھی تعریف کی اور اس بات پر زور دیا کہ اس قسم کے جلسوں کا انعقاد ہمارے ملک کے موجودہ حالات میں اتحاد و یکجہتی کے لئے بہت ضروری ہے۔ تاکہ ہمارا ملک متحد رہ کر مضبوط ہو اور ہر قسم کے بیرونی خطرات کا مقابلہ کیا جا سکے۔

جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا۔ اس جلسہ کے تمام انتظامات محترم قاضی محمد ظہیر الدین صاحب عباسی صدر جماعت احمدیہ علی پور کھیڑہ نے کئے تھے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

قادیان کی مرکزی مساجد میں اعتکاف

قادیان۔ ۱۵ جنوری۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہوتے ہی سنت نبوی صلعم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قادیان کی دونوں مرکزی مساجد یعنی مسجد مبارک اور مسجد اقصےٰ میں سولہ کو معتکف ہونے کی اللہ تعالیٰ نے سعادت اور توفیق عطا فرمائی ہے۔ جن میں سے چودہ مرد اور دو خواتین ہیں۔ دونوں مساجد کے معتکفین کی الگ الگ فہرستیں ذیل میں درج ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس نیکی کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ اور ان کی تمام نیک دعاؤں کو بھی قبول فرمائے۔ آمین

مسجد مبارک

۱۔ حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام درویش
۲۔ مکرم بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت درویش
۳۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر بدر
۴۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش۔
۵۔ مکرم صوفی مستری علی محمد صاحب درویش
۶۔ مکرم عبد الکریم صاحب ناصر آبادی درویش
۷۔ مکرم حاجی عبد الکریم صاحب (از کراچی۔ پاکستان)
۸۔ مکرم حافظ منیر الدین صاحب ابن حافظ بشیر الدین صاحب مبلغ ماریشس

مسجد اقصیٰ

۱۔ بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مولوی فاضل کلاس۔ مدرسہ احمدیہ قادیان
۲۔ محمد عبد اللہ صاحب کشمیری " " " " " " "
۳۔ عبد الباسط صاحب پونچھی " " " " " " "
۴۔ عبد الحلیم عابد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان
۵۔ عبد المالک شاکر " " " "
۶۔ عبد الکریم ملکانہ " " " " "
۷۔ محترمہ امۃ السمیع صاحبہ اہلیہ مرزا عبد اللطیف صاحب درویش
۸۔ " اختر النساء صاحبہ (از کوئٹہ پاکستان)

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر تاریں

فہرست نمبر ۲

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر دعا کی غرض سے بیرونجات کی جماعتوں اور احباب کی طرف سے جو تاریں موصول ہوئی تھیں ان کی ایک فہرست بدر کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ اب یہ دوسری قسط دی جا رہی ہے۔ احباب ان سب کی نیک مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۶۵۔ مکرم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ شیموگہ۔ تمام حاضرین جلسہ کو السلام علیکم۔ شمولیت کے لئے مبارکباد۔ جماعت کے احمدیوں اور میرے بیٹے کے لئے دعا فرمائی جائے

۶۶۔ مکرمہ علیمہ صاحبہ یادگیر۔ دعا کی درخواست

۶۷۔ مکرم سید مشتاق احمد صاحب سمبل پور اڑیسہ۔ سب کو السلام علیکم میں سخت بیمار ہوں دعائے صحت کی درخواست ہے

۶۸۔ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب نرائن گنج۔ سب حاضرین کی خدمت میں السلام علیکم۔ اور میرے لئے اور میرے اہل و عیال کے لئے دعا کی درخواست۔

۶۹۔ مکرم خواجہ سمیع اللہ صاحب گلگنٹ۔ سب حاضرین کو السلام علیکم۔ میرے مقدمات کا ۹ ارتاریخ کو فیصلہ ہونے والا ہے کامیابی کے لئے درخواست دعا

۷۰۔ حنیف احمد صاحب حیدرآباد۔ سب کو السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کو کامیاب فرمائے۔ ہماری جماعت کے لئے دعا کی درخواست

۷۱۔ مکرم محمد ادریس صاحب یادگیر۔ السلام علیکم۔ دعا کی درخواست

۷۲۔ مکرم بشیر الدین صاحب یادگیر۔ السلام علیکم۔ دعا کی درخواست

۷۳۔ مکرمہ فاطمہ بیگم یادگیر۔ السلام علیکم درخواست دعا　۷۴۔ مکرم حکیم محمد الدین صاحب شیموگہ۔ دعا کی درخواست

۷۵۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب دار السلام افریقہ۔ علاقہ ٹانگا نیکا کے احمدیوں کی طرف سے السلام علیکم جلسہ میں شمولیت کی مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کو کامیاب فرمائے۔ ۷۶۔ مکرم امیر الدین صاحب لاہور۔ السلام علیکم ہم سب کیلئے درخواست دعا

اے کاش! ساری دنیا اسلام کے اصولوں کو اپنا کر حقیقی مسرتوں کا گہوارہ بن سکتی

ایک جرمن نو مسلمہ احمدی خاتون کے تاثرات

از محترمہ جمیلہ کوپ من صاحبہ

جرمن نو مسلمہ احمدی خاتون محترمہ جمیلہ کوپ من صاحبہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے ربوہ تشریف لائی تھیں۔ مغربی جرمنی میں ہماری جماعت کی طرف سے جرمن زبان میں شائع ہونے والے ماہوار رسالہ Der Islam کے لئے انہوں نے ایک مضمون لکھ کر جلسہ سالانہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ اس کا ترجمہ الفضل میں شائع ہوا ہے جسے افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— ادارہ

جلسہ کے ایام میں سورج اپنی دلکش تمازت کے ساتھ ہم پر ہر روز طلوع ہوتا رہا۔ جلسہ سے ایک روز قبل جمعہ کا دن تھا۔ نمازِ جمعہ با جماعت ادا کرنے کے لئے ہم سب جلسہ گاہ کے وسیع وعریض میدان میں جمع ہوئے کیونکہ نماز جمعہ میں شریک ہونے والے جمِ غفیر کی اب کسی مسجد میں گنجائش نہ تھی جلسہ کا میدان رنگا رنگ کی قناتوں سے محیط تھا۔ جس کے اندر گھاس اور کائی بچھائی ہوئی تھی۔ ہر ایک اپنی چادر بھی ساتھ لایا۔ نماز میں شریک ہونے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ پنڈال چھوٹا دکھائی دیتا تھا۔ میرے اندازہ کے مطابق۔ نماز میں شریک ہونے والی مستورات کی تعداد کم وبیش پچاس ہزار تھی۔ اور بچے جو ہر عورت کے ساتھ دو تین تو ضرور تھے اس کے علاوہ تھے۔

واضح رہے کہ جلسہ کے علاوہ عام طور پر ربوہ کی آبادی صرف چند ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ جماعتی تنظیم اور اتحاد کی بدولت آج ہم سب اس جگہ جمع ہوئے تھے۔ یہ جذبہ دینی آج ہم سب کو روحانی مسرت اور خدا کی راہ میں اطاعت و فرمانبرداری کی لذت سے بہرہ ور کرتا ہے۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد مستورات کا آپس میں گلے ملنا بھی باہمی محبت کا عجیب مظاہرہ تھا۔

لیجئے جلسہ شروع ہوتا ہے

رنوہ اب پورے طور پر بدل چکا ہے

چند ہی روز پہلے تک ربوہ کی خاموش اور پر سکون شاہراہیں انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریاؤں میں بدل گئیں۔ جلسہ پر آنے والے اپنا بستر ساتھ لاتے ہیں۔ باہر سے گاڑیوں اور بسوں پر آنے والوں کے سروں پر بستر ہی بستر دکھائی دینے لگے۔ ربوہ کے نوجوان باہر سے آنے والے مہمانوں کا سامان اٹھانے میں مدد دیتے اور انہیں ان کی قیامگاہوں تک پہنچاتے۔ تعلیمی اداروں، کالج اور سکول کے کمروں میں کائی پر بستر بچھائے گئے تھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی عظیم لشکر نے پڑاؤ ڈالا ہو۔ سکول اور کالج ہی نہیں، پرائیویٹ مکانوں کا بھی یہی حال تھا۔ کمروں میں کسیر ڈال کر مہمانوں کے لئے جگہ فراہم کی گئی تھی۔ پانی مہیا کرنے والے سقے "دن بھر مصروف رہتے مستورات کی فرودگاہوں تک بڑی بڑی دیگوں میں کھانا پہنچایا جاتا۔ چار اشخاص دو لاٹھیوں کے درمیان باندھ کر اٹھاتے پھر یہ خوش ذائقہ سالن کالج اور سکول کی طالبات بالٹیوں میں ڈال کر مہمان مستورات تک پہونچاتیں۔ روٹیاں ٹوکریوں میں ڈال کر تقسیم کرتیں۔ یہ کھانا مشترکہ طور پر بڑے بڑے باورچی خانوں میں تیار کیا جاتا ہے گھروں میں لوگوں کو پکانا نہیں پڑتا۔ لڑکیوں کے سکول کے وسیع احاطہ میں مستورات کے شامیانوں کے ساتھ جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی مردوں کی جلسہ گاہ الگ ایک دوسرے مقام پر تھی جس کے بھرپور تصور کی عکاسی ناممکن ہے۔ رنگا رنگ کی قناتوں اور شامیانوں سے مزین پنڈال انسانوں کے ان گنت جمِ غفیر سے بھرا پڑا تھا جن تک لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تقاریر کی آواز پہونچ رہی تھی۔ تقاریر چونکہ اردو زبان میں ہوتی ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ میرے اردو سیکھنے کے اسباق نے مجھے تاحال اس قابل نہ بنایا تھا کہ میں کچھ سمجھ سکوں۔ تاہم اس اجتماع کا ایمان افروز ماحول ہی میرے لئے باعثِ مسرت تھا۔ کہ ان معزز بہنوں سے ایک بار پھر ملاقات ہوئی جن سے میری پاکستان میں آمد کے پہلے ہفتے لاہور میں ملاقات ہوئی تھی۔

عزیز و اقارب اور احباب سے ملاقات اس جلسہ کا ایک خوش گوار ترین لمحہ ہوتا ہے دور دراز علاقوں سے لوگ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے آتے ہیں۔ جلسہ کے ایام میں لوگوں کے اژدہام کے باعث ربوہ کی فضا گرد و غبار سے یوں پر تھی جیسے لنڈن کی فضا دھند سے پر ہوتی ہے۔ تقاریر کے بعد میں اٹھ کر جلسہ گاہ سے ملحقہ ٹی سٹال پر جاتی۔ لیکن راستہ میں بے شمار محبت بھری نگاہیں مجھے روکے رکھتیں۔ خواتین میرے گرد جمع ہو جاتیں اور میں اکثر یہ الفاظ سنتی

I am very happy to see you

یعنی مجھے آپ سے مل کر بڑی مسرت ہوئی ہے۔ انہیں ایک ایسی مسلمان عورت کو دیکھ کر خوشی ہوتی جس نے ایک غیر مسلم قوم کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے۔ ایسے مواقع پر ان کی خوشی سے چمکتی ہوئی آنکھیں۔ ان آنکھوں کا نظارہ میں کبھی نہیں بھول سکتی۔ یہ امر جہاں ان کی کیفیتِ ایمانی کا آئینہ دار ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو بھی یاد دلاتا ہے۔

اس موقعہ پر مجھے ایک تقریب میں شمولیت کا موقعہ بھی ملا جو ایک چھ سالہ بچے کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی۔ اس بچے نے پہلی بار قرآن کریم ختم کیا تھا آخری دو سورتیں بچے نے اپنے دادا کے ہمراہ پڑھیں جس پر سب نے اسے مبارکباد دی

جلسہ پر بہت سی بہنیں مجھ سے ملیں جن سے اخبار میں شائع شدہ میرے مضمون

"میں نے اسلام میں کیا پایا"

کے ذریعہ غائبانہ تعارف ہو چکا تھا۔ ایک معمر خاتون نے

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

کی ایک انگوٹھی میرے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ڈالتے ہوئے کہا یہ انگوٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرمِ اول حضرت اُمّ ناصر رضی اللہ عنہا کی ہے۔ اس کا میرے دل پر گہرا اور لازوال اثر ہوا۔ جلسہ کے دوسرے دن مجھے بھی بہنوں کے سامنے

"جرمنی میں اسلام کا مستقبل"

کے موضوع پر تقریر کا موقعہ ملا۔ جس میں میں نے جرمن احمدی بہنوں اور بھائیوں کی طرف سے جرمنی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بنائی جانے والی دو مساجد اور دیگر تبلیغی مساعی پر شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد محترمہ چھوٹی آپا، حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے پرجوش طریق پر احمدی خواتین کو اس وقت تک چین سے نہ بیٹھنے کی تحریک کی جب تک کہ یورپ کے ہر شہر میں ایک مسجد نہ بن جائے۔ آپ نے عنقریب ڈنمارک میں بنائی جانے والی مسجد کے لئے چندہ کی تحریک کی۔ جس پر احمدی بہنوں نے لبیک کہتے ہوئے ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر نقدی اور زیورات پیش کئے۔

جلسہ کے ایام میں دن بھر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تقاریر۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں اور دیگر دعائیہ نظمیں پڑھی جاتی رہیں۔ میں وہ نہ سمجھ سکنے کے باعث روحانی مائدہ سے محروم تھی۔ لیکن میں دیکھتی تھی کہ یہ لوگ بغیر کسی گانے بجانے، رنگ ریلوں، یا مے نوشی اور دیگر لغویات کے کس قدر خوش اور مسرور نظر آتے ہیں۔

اے کاش! ساری دنیا اسلام کے اصولوں کو اپنا کر حقیقی مسرتوں اور خوشیوں کا گہوارہ بن سکتی۔

(الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۶۵ء)

رمضان المبارک اور صدقۃ الفطر

اخبار بدر میں شائع کردہ گذشتہ توجہ دہانیوں کے مطابق امید ہے کہ جملہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال رقوم کی وصولی فرما رہے ہوں گے۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہر مسلمان مرد عورت بچے اور بوڑھے پر فرض ہے حتیٰ کہ نوزائیدہ بچے کی طرف سے بھی ادائیگی ضروری ہے۔ چونکہ یہ فنڈ غربا اور مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رمضان المبارک کے ختم ہونے سے قبل جمع کر کے اسے مستحقین میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ وہ عید کے موقعہ پر اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھا سکیں۔

مقامی غربا اور مساکین کی امداد بھی وصول شدہ رقم میں سے $\frac{1}{4}$ حصہ تک کی جا سکتی ہے۔ بقیہ رقم کا مرکز میں آنا ضروری ہے۔

فطرانہ کی مقدار ہر فرد کے لئے ایک صاع یعنی پونے تین سیر غلّہ مقرر ہے۔ کم استطاعت والے نصف شرح سے بھی دے سکتے ہیں۔ پوری شرح ڈیڑھ روپیہ اور نصف شرح ۷۵ پیسے فی کس مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو ادائیگی کی توفیق بخشے۔

ناظر بیت المال قادیان

فضائلِ رمضان المبارک

از مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم شموگہ

اسلامی مہینوں میں یہ مہینہ خاص فضیلتوں اور برکات کا مہینہ ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اس کی فضیلتوں کا ذکر ہے وہاں ہمیں قرآن مجید پر سب سے پہلے عمل پیرا ہونے والے مقدس وجودوں یعنی صحابہؓ کے رمضان کے بارہ میں تاثرات کا بھی علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے واقعی اپنا مطمح نظر ارشادِ ربانی فاستبقوا الخیرات کو بنا کر سابقون الاولون یا خدا تعالیٰ کے مقربین کے زمرہ میں شرکت کی سعادت پائی۔ ان کا یہ وصف ہر میدانِ عمل میں نمایاں طور پر کارفرما نظر آتا ہے۔ چنانچہ رمضان کے روزوں کے فیوض و برکات سے متمتع ہونے کے بعد ان کا خدا تعالیٰ سے یہ سوال کرنا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ کہ یہ لوگ دوسرے چاندوں کے بارہ میں تجھ سے دریافت کرتے ہیں۔ یعنی رمضان کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونے کے بعد ان کو شوق پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک ماہ کی روحانی ورزش انسان کی کایا پلٹ سکتی ہے تو کیوں نہ باقی گیارہ مہینوں کے فضائل کا بھی پتہ چلایا جائے۔ رمضان کے جن فضائل نے صحابہؓ میں یہ کیفیت پیدا کی تھی، وہ قرآن مجید میں نہایت جامع رنگ میں بیان شدہ ہیں۔ اور ان کی مزید وضاحت حدیث میں موجود ہے۔ جو قرآن ہی کی اصل تفسیر ہے۔ ہر رمضان ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم بھی ان فضائل پر غور کر کے اپنی رگوں میں حرارتِ عمل با جوشِ مسلسل پیدا کیا کریں۔ تاکہ ہم بھی صحابہؓ کے رنگ میں رمضان کی برکات سے متمتع ہو کر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔

فضائلِ رمضان از روئے قرآن مجید

اللہ تبارک و تعالیٰ سورۂ بقرہ رکوع ۲۳ میں فرماتے ہیں:-

۱۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو"

۲۔ "رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں"

۳۔ "اور اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں (جیسے عاشقِ صادق پوچھا پھرتا ہے کہ میرا محبوب کہاں ہے) تو تو جواب دے کہ میں ان کے پاس ہی ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ (یعنی دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔"

۴۔ "تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار کرو۔ اس وجہ سے کہ اس نے تم کو سچا راستہ دکھایا ہے۔ اور تاکہ تم میں شکر کرنے کا مادہ پیدا ہو۔"

۵۔ پھر سورہ القدر میں فرماتا ہے:-

"ہم نے یقیناً قرآن یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عظیم الشان تقدیروں والی رات میں اتارا ہے۔ اور اے مخاطب تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ عظیم الشان رات جس میں تقدیریں اترتی ہیں کیا شئے ہے۔ یہ عظیم الشان تقدیروں کی رات تو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ ہر قسم کے فرشتے اور کامل روح اس رات میں اپنے رب کے حکم سے تمام دینی و دنیوی امور لے کر اترتے ہیں۔ پھر فرشتوں کے اترنے کے بعد تو سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے۔ اور یہ حال صبح کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔"

ان مندرجہ بالا قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے نہایت جامع انداز سے رمضان کے فضائل کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱) پہلی فضیلت یہ ہے کہ انسان اس پر عمل پیرا ہو کر متقی بن سکتا ہے۔ اور تقویٰ وہ جوہر ہے (الف) جس سے انسان اپنے آپ کو اخلاقی اور روحانی کمزوریوں سے بچا سکتا ہے۔ (ب) تقویٰ کے دوسرے معنے دکھوں سے بچنے کے ہیں (ج) اور تیسرے معنی روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کے متعلق ہیں۔ یہ تینوں فوائد روزہ سے انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔

II دوسری فضیلت رمضان کے معنوں میں بیان شدہ ہے جو حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ میں یہ ہے کہ "رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا"۔ یہی سرگرمی جو لفظ رمضان میں بیان کی گئی ہے انسان کی روحانی ترقی کے لئے بے حد ضروری اور مفید ہے۔

III تیسری فضیلت جو بڑی اہم فضیلت ہے یہ ہے کہ اس مہینہ میں (الف) قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب نازل کی گئی ہے جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے (ب) یہ شریعت ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو ہدایت کا رنگ رکھتے ہیں (ج) اس کتاب میں بینات کے علاوہ الٰہی نشان بھی ہیں جس مہینہ میں ایسی برکات کی حامل شریعت نازل ہوئی ہو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

IV چوتھی فضیلت عشاقِ الٰہی کے لئے مژدۂ جانفزا ہے کہ اے رسول جب میرے بندے پوچھیں کہ ہمارا محبوب کہاں ہے تو تو جواب دے کہ میں ان کے قریب ہی ہوں

ایک دوسری آیت میں اسی قرب کی تشریح فرماتا ہے کہ شاہ رگ سے بھی قریب ہوں۔ پس یہ خوشخبری میرے بندوں کو پہنچا دے کہ جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ گویا قبولیتِ دعا کی نعمت کے حاصل کرنے کے لئے یہ مہینہ نہایت ہی موزوں ہے یوں تو ہر وقت ہی وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول فرماتا ہے مگر عام دنوں کے مقابلہ میں اس کی مشابہت رمضان کے مہینہ میں موسم برسات سے دی جا سکتی ہے۔

V پانچویں فضیلت۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جب تک اس کے پاس کوئی نعمت ہوتی ہے اسے اس کی قدر نہیں ہوتی۔ جب چھن جائے تو قدر محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح روزہ دار جب بھوکا پیاسا رہ کر تکلیف اٹھاتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے کتنا آرام بخشا تھا۔ وہ اس کے نتیجہ میں شکر گزار بھی بنتا ہے۔ اور اپنے غریب بھائیوں کے لئے اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

VI پھر اس کی ایک نہایت جلیل القدر فضیلت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس مہینہ میں وہ مبارک رات آتی ہے جسے لیلۃ القدر کہا گیا ہے۔ یہ عظیم الشان تقدیروں والی رات تو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ ہر قسم کے فرشتے اور کامل روح اپنے رب کے حکم سے تمام دینی و دنیوی امور لے کر اترتے ہیں۔ پھر فرشتوں کے اترنے کے ساتھ سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے۔ یہ کیفیت طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔ پس جس مہینہ کی ایک رات اس قدر عظیم الشان ہے وہ پورا مہینہ کتنا رفیع المرتبت مبارک و مقدس ہوگا ع

ہر شب، شبِ قدر است گر قدر بدانی

فضائلِ رمضان از روئے حدیث

۱۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان شریف آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں (یعنی پے در پے رحمت نازل ہوتی ہے اعمالِ صالحہ اور دعائیں بکثرت قبول ہوتی ہیں) ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑے جاتے ہیں (یعنی رمضان میں ایسی جنتی فضا پیدا ہو جاتی ہے جہاں برائی اور بدکاری راہ نہیں پاتی۔) اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

۲۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ کا نام ریّان ہے۔ جس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ (نوٹ:- ریّان کے معنی سیراب کے ہیں)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے بارہ میں فرمایا فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر میں ہوں یا میں ہی دوں گا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی ایک روزہ افطار کرنے کی اور ایک اپنے رب کی ملاقات کی۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو مشک کی خوشبو سے خوشتر ہے (بخاری مسلم)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن اور روزہ بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس کو کھانے پینے اور جنسی تعلقات سے منع کیا۔ پس میری اس کے حق میں شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۵۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو مہینہ آیا ہے (یعنی رمضان) اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا۔ اور اس رات میں نیکی کرنے سے سوائے بدنصیب کے اور کوئی محروم نہیں کیا گیا۔ (ابن ماجہ)

۶۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن یہ خطبہ ارشاد فرمایا:-

"اے لوگو تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہوا ہے جو بہت مبارک مہینہ ہے اور اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کا قیام نفل بنایا ہے جو کوئی اپنی کسی نیک خصلت کے ساتھ اس رات میں قربِ الٰہی ڈھونڈے سو وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے رمضان کے سوا فرض ادا کیا ہو۔ (یعنی رمضان کا نفل دوسرے مہینوں کے فرض کی ادائیگی کے لحاظ سے ثواب میں برابر ہے۔) اور جس نے رمضان کا کوئی فرض ادا کیا سو وہ ایسا ہوگا کہ گویا اس نے رمضان کے علاوہ ستر فرض ادا کئے۔

اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور وہ غمخواری کا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے جس نے افطار کرایا روزہ دار کو یہ امر اس کے تمام گناہوں کی بخشش اور اس کے نفس کو آگ سے بچانے کا موجب ہو جاتا ہے۔

بنزا افطار کروانے والے کو بھی اس روزہ دار جتنا ثواب مل جاتا ہے۔ اور اس کے ثواب میں روزہ دار کے اجر سے کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ہم میں سے سبھی کو تو توفیق نہیں کہ روزہ داروں کو افطار کرواسکیں۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ثواب ہر وہ شخص جو روزہ دار کو خواہ ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کروائے۔ پا سکتا ہے۔ اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا۔ اور وہ پیاسا نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کے شروع میں رحمت ہے، وسط میں بخشش ہے اور آخر میں آگ سے بچاؤ (کا سامان) ہے اور جس نے اپنی لونڈی اور غلام کا بوجھ رمضان میں ہلکا کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ اور آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔

ملفوظات حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام

"رمضان دعا کا مہینہ ہے۔ شَھْرُ رَمَضَان الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلیٔ قلب ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلیٔ قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔"

فتاوٰی مسیح موعود صفحہ ۱۲۹ (فتاوی احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

پھر حضور روزوں کے تعلق سے فرماتے ہیں:-

"اس اثناء میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے۔ بعض گزشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور جو اعلےٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ غرض اس طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر موجب تطویل ہے۔ اور علاوہ اس کے انوارِ روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل تقریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوتی جیسا کہ اس کو دیکھ کر دل اور ارواح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور روح کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے ہیں"

(فتاوےٰ مسیح موعود صفحہ ۱۳۱)

پس کیا ہی شاندار الفاظ میں قرآن مجید میں اس کو قرآنی سالگرہ کا مہینہ اور حدیث شریف میں شَھْرٌ عَظِیْمٌ - شَھْرٌ مُبَارَکٌ - شَھْرُ رَحْمَۃٍ - شَھْرُ مُوَاسَاۃٍ - شَھْرُ صَبْرٍ - شَھْرُ مَغْفِرَۃٍ - شَھْرُ کُشَائشِ رزق وغیرہ ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔

کتنے خوش نصیب ہیں ہم کہ ہم نے اپنی زندگیوں میں پھر یہ مہینہ پایا ہے۔ پس کیوں نہ ہم وہی کیفیت اس مبارک رمضان کی اپنے ماحول میں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ کہ آسمان کے دروازے ہمارے لئے بھی کھولے جائیں۔ اور شیاطین نہ صرف اس مہینہ میں بلکہ ہمیشہ کے لئے جکڑے رہیں۔

پس ہمیں چاہیئے کہ ہم صحیح معنوں میں کمربستہ ہو کر ایماناً اور احتساباً اس کی ایک ایک گھڑی کو زندگی کی بہترین گھڑیوں میں شمار کرتے ہوئے اس کے فیوض و برکات سے حصہ لینے کی کوشش کریں کہ نہ معلوم آئندہ رمضان میں ہم میں سے کون زندہ رہے گا۔ اور کون فنا کی گود میں ابدی نیند سو جائے گا۔ یہ زندگی تو مستعار ہے اور کسی خاص عمر سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ بعض اوقات ایک اچھا خاصا تندرست انسان جو خود بھی اپنے مستقبل کے بارہ میں مسرور اور مطمئن ہوتا ہے اور اس کے اعزہ و اقرباء بھی اپنی بے شمار خوش آئند امیدیں اس کی ذات کے ساتھ وابستہ کئے ہوتے ہیں اچانک کسی حادثہ کا شکار ہو کر فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے اور اپنے پیچھے صرف ایک عبرتناک کہانی چھوڑ جاتا ہے۔ پس قبل اس کے کہ یہ ناچیز اور کمزور حباب زندگی موت کی ایک ہی پھونک سے ناپید ہو جائے ہمیں چاہیئے کہ اپنی عمر ناپائدار کو غنیمت سمجھ کر اس مبارک مہینہ سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ اے خدا تو ہمیں اس کی برکات سے مالا مال کر اور اس کے نیتجی لمحات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق بخش۔ آمین اللھم آمین

سالِ نو —— اور سیکرٹریانِ تعلیم و تربیت

نظارت تعلیم و تربیت کی جانب سے بارہا براہِ راست و بالواسطہ سیکرٹریانِ تعلیم و تربیت کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی گئی ہے۔ کہ وہ مفوضہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ماہ بہ ماہ التزام سے اپنی ماہانہ تعلیمی و تربیتی رپورٹ بھی نظارت ہذا کو ارسال فرمایا کریں۔ تاکہ مرکز کو جماعتوں کی تعلیمی و تربیتی ترقیات کا علم ہو سکے۔ اور اگر اس سلسلہ میں مرکز ضرورت محسوس کرے تو بر وقت متعلقہ جماعت سے رابطہ قائم کر سکے۔ لیکن افسوس کہ ابھی تک نظارت تعلیم و تربیت کی یہ جدوجہد کسی حد تک صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے۔ یہ تغافل اور جمود جماعت احمدیہ جیسی اولوالعزم و فعال جماعت کے افراد کے لئے حیرت انگیز ہی نہیں بلکہ افسوسناک بھی ہے۔ ہماری یہ غفلت شعاری جس مستقبل کی نشاندہی کرتی ہے کیا ہم نے اسی مستقبل کے لئے اپنے عزیز و اقارب، اپنے ہمسایوں اور اپنے ہموطنوں کے سب و شتم اور مخالفت و مخاصمت کو برداشت کرتے ہوئے احمدیت کو قبول کیا تھا؟ اگر نہیں تو ہم سالِ گذشتہ پر نظر کرتے ہوئے اپنے فرائض و ذمہ داریوں کا جائزہ لیں کہ کیا ہم حقیقتاً اپنے فرائض سے صحیح معنوں میں عہدہ برآ ہوتے ہیں۔؟ کیا ہم خدا تعالےٰ اور اس کے مامور کے روبرو اپنی سالِ گذشتہ کی کارکردگی کو سربلندی و فخر سے پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔؟ یقیناً ضمیر کی یہ آواز ہمیں سرنگوں و شرمسار ہی کرے گی۔

مگر اب سالِ گذشتہ کا ماتم فضول و لاحاصل ہے کیونکہ سالِ نو اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی قدر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے نئے عزم و استقلال کے ساتھ مفوضہ فرائض کی احسن طریق پر ادائیگی کا عہد کریں۔ تا اِس سال کا اختتام ہماری شرمندگی و خجالت کا موجب نہ بنے۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:-

"پس تم یہ سال اس نئے ارادہ و عزم سے شروع کرو کہ اس کے نتیجہ میں تم اگلا سال اس سے بھی نیک اور اعلےٰ ارادہ سے شروع کروگے۔ اور تم اپنے ایمانوں میں ایسی پختگی دیکھوگے جس کو کوئی شخص توڑ نہیں سکے گا۔"

مجھے امید ہے کہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے دیگر عہدیداران عموماً اور سیکرٹریانِ تعلیم و تربیت خصوصاً اپنے پیارے آقا کی اس گرانقدر و زریں ہدایت کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے سال کی ابتداء فرمائیں گے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

دُعائے مغفرت

۱۔ مکرم مولوی عبدالرشید خاں صاحب ۸۲ سال کی عمر میں ۵ر دسمبر کو حیدرآباد دکن میں وفات پا گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ابتدائی مذہبی تعلیم اپنے پھوپھا حضرت مولانا میر احمد سعید صاحب (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہؓ میں سے تھے) سے حاصل کی تھی۔ عبدالرشید خاں صاحب کے خاندان میں صرف دو آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ بیعت کی وجہ سے ان کے والد صاحب نے انہیں گھر سے الگ کر دیا تھا۔ اور انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر اخلاص اور استقامت کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ جماعتی کاموں میں اخلاص سے حصہ لیا کرتے تھے۔ اپنے خاندان کے لئے ان کی یہ نصیحت ہوتی تھی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر قربان ہو جانا بڑی سعادت ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کے خاندان میں ۳۲ احمدی ہیں۔

مرحوم نے حال ہی میں وصیت کی تھی جب دورہ برائے وصایا کرنے والا وفد حیدرآباد آیا تھا۔ قارئین بدر مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرماویں

خاکسار یوسف حسین ابن مولوی احمد حسین صاحب مومن منزل حیدرآباد دکن

۲۔ افسوس کہ مکرم بابو فیروزالدین صاحب سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جموں، جو دو سال سے بعارضہ فالج بیمار تھے۔ ۱۳؍ جنوری ۱۹۶۵ء کو ۱۰½ بجے رات وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرماویں نیز یہ کہ اللہ مرحوم کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار بابو محمد یوسف صدر جماعت احمدیہ جموں۔

تصدیقی فارم

نئی وصایا کے متعلق تصدیقی فارم موصیوں سے متعلقہ جماعتوں کے صدر صاحبان کی خدمت میں بھجوائے گئے تھے۔ درخواست ہے کہ وہ جلد واپس ارسال فرما دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں — مینیجر بدر

قرنِ اوّل کے ایک سُریانی صحیفہ کا انکشاف

بقیہ صفحہ اوّل

یہ مسلّمہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی مادری زبان آرامی تھی جو کہ ابتدائی عیسائیوں میں سریانی کے نام سے مروج ہوئی۔ اس صحیفہ میں سریانی زبان میں نہایت خوبصورت غزلیں درج ہیں۔ جن کا مضمون یہ ہے کہ میرے دشمن میری موت کے خواہاں تھے۔ انہوں نے ایک منصوبہ بنایا اور مجھے حوالۂ موت کر دیا۔ ان کی نظر میں میں مر چکا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ایک نئی زندگی کا جامہ پہنایا۔ جس میں میں اسیر اور جلا وطن قبائل کے پاس پہنچا۔ وہ میری آواز سُن کر میرے گرد جمع ہو گئے۔ ایک جنتِ ارضی میں پیغمبرِ یروشلم اور اس کے ماننے والے بسائے گئے۔ اس طرح اس کو مصیبتِ عظمےٰ کے بعد امن و قرار اور سکون عطا ہؤا۔

سریانی صحیفہ میں عیسائیوں کی اپنی لکھی ہوئی جو غزلیں ہیں ان کا رنگ ہی اور ہے ان میں حضرت مسیح کے مقام اور ان کی ذات سے محبت کا اظہار ہے۔ ان کی والدہ کی شان اور عظمت کا بیان اور سریانی عیسائیوں کے بعض مخصوص عقاید کا ذکر ہے۔

سُریانی عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی غزلات میں بعض فقرے داخل کر کے انہیں مخصوص رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی لیکن یہ پیوند جو کہ دو ایک جگہ لگائے گئے صاف پہچان لئے گئے۔ ایک جگہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک غزل کے آخر میں ایک فقرہ بڑھا کر یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ غزل بھی کسی عیسائی کی لکھی ہوئی ہے علماء نے اسے بھانپ لیا۔ اس فقرہ میں ضمیر کی تبدیلی ظاہر کرتی ہے کہ یہ اصل غزل کا حصہ نہیں

اس مختصر تعارف کے بعد سریانی صحیفہ کی وہ غزلات پیش کی جاتی ہیں جن میں حضرت مسیحؑ دنیا سے مخاطب ہیں۔

(۱)

غزل ۲۸ میں حضرت مسیح علیہ السلام گویا ہیں:۔

"جیسے قمریوں کے پر ان کے نوزائیدہ بچوں کے اوپر ہوتے ہیں اور بچوں کی چونچیں قمریوں کے منہ میں۔ اسی طرح روح کے پَر میرے دل پر ہیں میرا دل مسرور ہے اور شادمان جیسے بچہ اپنی ماں کے رحم میں آسودہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فزوں در فزوں برکات سے مجھے نوازا۔ میرا سر اس کے آستانہ پر ہے۔ تلوار یا خنجر مجھے اس سے جدا نہیں کر سکتے۔ میں ابتلاء آنے سے پیشتر اس کے لئے تیار ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کے غیر فانی بازوؤں کے اوپر تھلایا گیا ہوں۔

جنہوں نے مجھے دیکھا وہ حیران و ششدر رہ گئے کیونکہ میں ایذا رسانی کا نشانہ بنا اور انہوں نے خیال کیا تھا کہ موت مجھے نگل چکی ہے۔ وہ مجھے مُردوں میں سے ایک سمجھتے تھے۔

مجھ پر جو ظلم ہؤا وہی میری نجات کا باعث بن گیا۔ اور ان کے لئے وہ ظلم باعثِ لعنت

چونکہ میں ہر شخص سے نیکی سے پیش آتا تھا اس لئے مجھ سے نفرت کی گئی۔ انہوں نے پاگل کتوں کی طرح مجھے گھیر لیا۔ جو کہ نا سمجھی میں اپنے ہی مالکوں پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ ان کا خیال فاسد اور ان کی سمجھ اُلٹی تھی۔

میرے دائیں ہاتھ میں آبِ شیریں (کا جام) تھا اور میں نے ان کی تلخی کو اپنی مٹھاس سے برداشت کیا اور میں ہلاک نہ ہؤا کیونکہ میں ان کا بھائی نہ تھا۔ نہ میری پیدائش ان کی پیدائش کی طرح تھی [1]

اور وہ میری موت کے متلاشی تھے۔ لیکن وہ اسے پا نہ سکے۔ وہ بیکار مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ان لوگوں پر جو کہ بغیر کسی غرض کے میرے پیچھے ہو لئے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ انسان، قبل از وقت نہیں سمجھ سکتا۔ اس کا دل ہر حکمت پر فائق ہے۔

خدائے یہوواہ کی حمد ہو"

(غزل ۲۸)

اس غزل میں صلیبی موت سے نجات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کس طرح ظالموں نے اپنی دانست میں پیغمبرِ یروشلم کو موت کی نیند سُلا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بچا لیا۔ اب وہ جہاں اسے دیکھ لیتے ٹھٹک جاتے اور حیران و ششدر رہ جاتے ہیں جس شخص کو وہ نقشۂ پارینہ بنا چکے تھے، جسے وہ اپنی طرف سے موت کی نیند سلا چکے تھے اُسے موجود دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کامیاب ہوئی اور دشمن اپنے منصوبہ میں خائب و خاسر ہوئے۔

(۲)

یہودی کاہنوں کو جب اس بات کا علم ہؤا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچ گئے ہیں تو انہوں نے آپ کو دوبارہ گرفتار کرنے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ دمشق میں پولوس کی سرکردگی میں ایک دستۂ فوج بھیجا گیا۔ انہوں نے آپ کو دیکھا مگر گرفتار نہ کر سکے۔ بلکہ پولوس خود گرفتارِ محبت ہو گیا [2] پیش آمدہ حالات کی خبر مندرجہ ذیل غزل میں دی گئی ہے:۔

"میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اے خدا کیونکہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔

اے خدا ئے اعلےٰ تو مجھے چھوڑے گا نہیں کیونکہ تو میری امید ہے۔ تیرا فضل میں نے کھلے بندوں حاصل کیا ہے۔ اس وجہ سے میں زندہ رہوں گا۔ میرے ایذا دینے والے آئیں گے لیکن مجھے دیکھ نہیں پائیں گے۔ ایک سحابِ ظلمت ان کی آنکھوں پر گرے گا۔ اور گہری اندھیری ان کو اندھا کر دے گی۔ اور وہ مجھے دیکھنے کے لئے روشنی کی کوئی کرن نہیں پائیں گے۔ وہ مجھ پر قبضہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ان کی مشاورت کو گہری تاریکی میں ڈال دے۔ اور میرے خلاف عیاری سے جو منصوبہ بنائیں وہ انہی کے سروں پر جا پڑے۔ کیونکہ انہوں نے ایک مشاورت کی لیکن یہ کامیاب نہ ہوئی۔ اس لئے کہ میری امید خدا تعالیٰ پر ہے۔ اور میں خوف نہیں کھاؤں گا۔ چونکہ خداوند میری نجات ہے اس لئے مجھے کوئی خوف نہ ہوگا۔"

(غزل ۵)

(۳)

مندرجہ ذیل غزل میں صلیبی موت سے نجات اور جلا وطن قبائل کی ہدایت کا مضمون بیان ہؤا ہے:۔

"میرے خدا نے مجھے تاجور کیا۔ میرے سر پر ایک زندہ تاج ہے میں اپنے خداوند میں صادق ٹھہرایا گیا۔ میری مکمل نجات اسی کی ذات میں ہے۔ میں نخوت سے بچایا گیا اور مجھے کسی قسم کی ملامت نہ ہوئی۔ گلا گھونٹنے والے بندھن نجات کے ہاتھوں ٹوٹ چکے۔ میں نے ایک نئی شخصیت کے چہرہ اور وضع قطع کو اختیار کیا۔ اور میں اس حالت میں چلا پھرا اور بچا لیا گیا۔ اور صداقت و صفا کی قوتِ ادراک نے مجھے آگے بڑھایا۔ اور میں اس کی جلو میں چلا اور گم کردہ راہ نہ ہُوا۔ اور وہ سب لوگ جو کہ مجھے دیکھ لیتے انگشت بدنداں رہ جاتے تھے اور مجھے انہوں نے عجیب و غریب شخصیت سمجھ لیا۔ وہ ذات جو مجھے جانتی ہے اور جس نے میری تربیت کی۔ وہ اپنے کمال میں سب سے اعلےٰ اور بزرگ و برتر ہے۔ اس نے اپنی مہربانی سے مجھے عظمت عطا کی اور میرے خیالات کو اپنے صدق کے مقام ارفع تک بلند کیا۔ وہاں اس نے مجھے اپنے احکام کا راستہ دکھایا اور میں نے لوہے کی سلاخوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ فولاد میرے سامنے پگھل کر بہہ گیا۔ میرے آگے کوئی چیز بند نہ رہی۔ کیونکہ میں ہر چیز کا دروازہ تھا۔

میں اپنے تمام اسیروں کے پاس رہائی دینے کے لئے پہنچا۔ اس عزم کے ساتھ کہ میں کسی آدمی کو بندھا ہؤا یا باندھنے والا نہ چھوڑوں گا۔ میں نے بغیر کسی بخل کے اپنی حکمت لوگوں کو دی۔ میری عبادت میری محبت تھی۔ میں نے قلوب کی سرزمین میں اپنے ثمرات بوئے۔ اور انہیں اپنی ہیئت میں بدل دیا۔ اور لوگوں نے میری برکت حاصل کی اور زندہ ہو گئے۔ وہ میرے ارد گرد مجتمع ہو گئے اور بچا لئے گئے۔ کیونکہ وہ میرے افرادِ خانہ تھے۔ اور میں ان کا سردار تھا [3]"

(غزل ۱۷)

(۴)

حضرت مسیحؑ اور ان کے ماننے والے بالآخر جنتِ ارضی میں بسائے گئے۔ ایک غزل میں فرمایا:۔ "میرا دل شق ہو گیا۔ اور اس کے

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:۔ "ایسا شخص ... جو کسی اسرائیلی مرد کے نطفہ میں سے نہیں ہے ... وہ کسی طرح بنی اسرائیل کا بھائی نہیں کہلا سکتا (صفحہ ۱۹۰)

[2] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رابرٹ گریوز کی کتاب "Jesus in Rome"

[3] اس کے بعد کے الفاظ "جلال تجھ سے ہے لے ہمارے سردار اور آقا مسیح" بعد کی ایزادی ہے حضرت مسیحؑ کا خطاب اس فقرہ سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ علماء نے اسے تسلیم کیا ہے۔ آخری فقرہ میں ضمیر کی تبدیلی ظاہر کرتی ہے کہ یہ باقی غزل سے جدا ہے۔

پھول نمایاں ہو گئے۔ اور تفضل اس میں سما گیا۔ اور اس نے خداوند کے حضور اپنے پھل پیش کر دئے۔ اللہ تعالےٰ نے روح القدس کے ذریعہ میرے دل کو وا شگاف کیا اور اس میں سے اپنے لئے میری محبت کو تلاش کیا۔ اور اپنی محبت سے مجھے معمور کر دیا۔ اور اس انشقاق میں میری نجات ہو گئی۔ اور اس کے راستہ پر میں دوڑا۔ اس کے امن میں جو کہ راہِ صدق تھا۔

ابتداء تا انتہا میں نے اس کی حکمت کو پایا۔ میں سچائی کی چٹان پر مستحکم ہُوا۔ جہاں اس نے مجھے قائم کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کے چشمۂ بیکراں کے بوتے ہوئے پانیوں نے میرے لبوں کو پورے طور پر چھُوا۔ میں نے دل بھر کر پیا۔ اور اس غیر فانی زندہ پانی سے میں نے سرور حاصل کیا۔ اور میرا یہ سرور علم سے خالی نہیں تھا۔ میں نے خودی کو ترک کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا رُخ پھیر دیا۔

اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے جامہ میں نئی زندگی عطا کی۔ اپنے نور کے قبضہ میں مجھے دے دیا۔ اور عالم بالا سے مجھے امن و قرار عطا کیا جو کہ فساد سے مبرا تھا۔

اور میں اس زمین کی طرح ہو گیا جو کہ شگوفوں کے کھلنے اور ثمرات کی پیدائش کی وجہ سے مسرور ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ سورج کی طرح اس زمین پر درخشاں ہُوا۔ اس نے میری آنکھوں کو روشن کیا۔ میرے چہرے پر شبنم افشانی ہوئی۔ میرے نتھنوں نے خدا تعالیٰ کی خوشگوار خوشبو کو سونگھا۔ اور وہ مجھے اپنے فردوس میں لے گیا جہاں اس کی خوشنودی کی بہتات ہے۔

میں نے (وہاں) اللہ تعالیٰ کی پرستش کی اس کی عظمت اور جلال کے پیشِ نظر۔ میں نے کہا اے میرے خدا وہ لوگ کیا ہی بابرکت ہیں جو کہ تیری زمین میں بوئے گئے۔ اور وہ جن کا ٹھکانہ تیرے فردوس میں ہے۔ وہ وہاں درختوں کے ثمرات سے نشو و نما پاتے ہیں۔ وہ تاریکی سے روشنی میں آ گئے۔ ہاں تیرے تمام خدام برائی اور عیب سے مبرا ہیں۔ وہ اعمالِ حسنہ بجا لاتے ہیں۔ وہ برائی سے اس تازگی بخش حالت کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ جو کہ تیری طرف سے ہے۔ جب وہ تیری زمین میں لگائے گئے تو انہوں نے اپنی شہرت ہی سے درختوں کی گراوٹ کو ختم کر دیا۔ اور ہر چیز تیرے سراپا میں ڈھل گئی۔ اور تیرے کاموں کی ایک یادگار قائم ہو گئی" (غزل ۱۱)

اس غزل میں "واویتھما الی ربوۃ ذات قرار و معین" کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

(۵)

اس مجموعہ کی آخری غزل میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی شخصیت جلوہ گر ہے۔ فرمایا:—

"میرے تمام ایذا دینے والے مرچکے ہیں۔ اور جو مجھ پر اپنی امید لگائے ہوئے ہیں ان کی نگاہیں مجھ پر مرکوز ہیں۔ کیونکہ میں **زندہ ہوں**۔ اور میں اٹھ کھڑا ہُوا۔ اور میں ان کے ساتھ ہوں۔ اور میں ان کے مونہوں سے کلام کروں گا۔ اور میں نے ان پر اپنی محبت کا جُوا رکھا جیسے دولہا کے بازو دلہن کی گردن میں حمائل ہوتے ہیں۔ اسی طرح میرا جُوا ان پر تھا جو میرا عرفان رکھتے ہیں۔ جس طرح دولہا اور دلہن کے گھر میں سیج بچھائی جاتی ہے اسی طرح میری محبت ان کے لئے ہے جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ میں برباد نہ ہُوا گو انہوں نے میری تباہی کا منصوبہ بنایا۔ پاتال نے مجھے دیکھا اور اسے بہت تکلیف ہوئی۔ موت نے مجھے باہر پھینک دیا۔ اور بہت سے لوگوں کو جو میرے ساتھ تھے۔ میں اس درجہ زخمی اور تلخ کام تھا کہ میں موت کے ساتھ اس کے گہراؤ میں پاتال تک اتر گیا۔ لیکن میرے پاؤں اور سر نے اس نے چھوڑ دیا۔

اور میں نے اس کے جہانِ مُردگان میں زندہ انسانوں کی ایک جماعت بنائی اور میں نے زندہ ہونٹوں سے ان سے کلام کیا۔ کیونکہ میرا کلام ضائع نہیں جائے گا۔ اور وہ لوگ جو کہ (روحانی لحاظ سے) مر چکے تھے میری طرف لپکے اور وہ چلّائے اور انہوں نے کہا خدا کے بیٹے ہم پر ترس کھا۔ اور ہم سے مہربانی کا سلوک کر اور ہمیں ظلمت کے بندھنوں سے رہائی دے اور ہم پر وہ دروازہ کھول دے جس سے ہم تیرے تک پہنچ سکیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری موت تجھے نہیں چھوتی۔ ہمیں بھی اپنے ساتھ نجات سے ہمکنار کر کیونکہ تو ہمارا نجات دینے والا ہے۔ اور میں نے ان کی آواز سنی اور میں نے ان کی پیشانیوں پر اپنے نام کی مہر ثبت کر دی۔ کیونکہ اب وہ آزاد مرد ہیں۔ اور وہ میرے ہو چکے خدائے یہواہ کی حمد ہو"

یہ غزل بھی اپنے مضمون کے لحاظ سے مندرجہ بالا غزلوں سے ملتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے جسمانی موت سے بچا لیا۔ اب آپ کے انفاسِ طیبہ سے روحانی مردے زندہ ہو رہے ہیں۔

خطِ پطرس کے عقدہ کا حل

اس غزل کے مضمون سے خطِ پطرس کا ایک "عقدۂ لاینحل" بھی حل ہو جاتا ہے۔ خطِ پطرس میں لکھا ہے:-

"یسوع جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا۔ لیکن روح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا۔ اسی میں اس نے جا کر قیدی روحوں میں منادی کی۔" (پطرس ۳/۱۹)

اس حوالہ سے عیسائیوں میں یہ عقیدہ پیدا ہوا کہ صلیب کے بعد یسوع قیدی روحوں میں منادی کے لئے دوزخ میں منتقل ہو گئے۔ حالانکہ اصل مفہوم زیرِ نظر صحیفہ میں پیش کیا گیا۔ حضرت مسیحؑ صلیبی موت سے بچائے گئے۔ آپؑ نے ایک نئی زندگی حاصل کی جس میں آپ ان اسرائیلی قبائل میں تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے جو کہ غیر قوموں کے علاقوں میں جلا وطن اور اسیر تھے

مناجاتِ قمران سے مشابہت

شروع میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ ان نظموں کی سب سے بڑی مشابہت صحائفِ قمران کی ان غزلوں سے ہے جو کہ صادق استاد کی لکھی ہوئی ہیں۔ مناجاتِ قمران کا مضمون یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہادی بن کر آیا لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا وہ میرے یہاں تک دشمن ہو گئے کہ مجھے موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھے بچا لیا۔ میں نے اپنے وطن کو خیر باد کہا۔ دنیا کے میدانوں میں سیاحت کے لئے روانہ ہُوا۔ اب لوگ میرے ذریعہ ہدایت حاصل کریں گے۔

کہفِ قمران کے ایک زبور میں صادق استاد یوں گویا ہوتا ہے:-

"اے میرے خداوند میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے میری جان کو ہلاکت کے گڑھے سے نجات دی اور پاتال سے بچا کر اوپر کی دنیا میں لے آیا۔ تاکہ میں اس کے وسیع میدانوں میں چل پھر سکوں...... تو نے اس جہاں گشت کے نفس کو گناہ کی آلودگیوں سے کامل طور پر منزہ کر دیا ہے تاکہ وہ مقدسین کی جماعت میں اپنی جگہ بنا لے اور ابنائے جنت میں وہ شامل ہو جائے"

(زبور ۳)

— زبور ۵ میں لکھا ہے:-

"تو نے اس غریب کی جان بچائی ہے جس کا خون وہ اس غرور کی تشہیر کے لئے کہ وہ تیرے عبادت گزار ہیں بہانا چاہتے تھے...... تو نے میری جان کو طاقتور کے پنجہ سے چھڑا دیا۔"

— زبور ۸ میں ہے:-

"میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اے خداوند کہ تو نے ایک اجنبی ملک کے سفر میں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ تو میری زندگی کو موت کے گہراؤ سے بچائے گا"

— زبور ۹ میں لکھا ہے:-

"ظالموں نے میری جان لینے کی کوشش کی۔ تیری ہی مرضی تھی کہ وہ میری جان پر قابو نہیں پا سکے۔ اب مجالسِ یہود میں میں تیری ثنا بیان کروں گا"

عصرِ حاضر کے بہترین سکالر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ صادق استاد کی غزلوں اور زیرِ نظر صحیفہ کی غزلوں میں بڑی حد تک مشابہت ہے۔ سُریانی صحیفہ نے اس راز سے بھی پردہ اٹھا دیا کہ صادق استاد کون ہے؟ صادق استاد کی نظموں کا مجموعہ کن لوگوں کی تحویل میں تھا؟ صاف ظاہر ہے کہ صادق استاد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں اور جماعتِ قمران ابتدائی عیسائی۔ اور زیرِ نظر صحیفہ ابتدائی عیسائیوں کے اشعار کی درتیبن ہے

ایک ضروری وضاحت

صحائفِ قمران سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبرِ یروشلم کو حوالۂ موت کیا گیا لیکن اللہ تعالےٰ نے معجزانہ طور پر اسے بچا لیا۔ اس نے اپنے وطن کو خیر باد کہا۔ کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ وہ منزلِ مقصود پر پہنچ گیا ہے۔ سریانی صحیفہ کی غزلیات چونکہ مناجاتِ قمران کے بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں مذکورہ مضمون بھی ہے۔ اور زائد حصہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام دوبارہ زندگی پا کر ان اسیروں کے پاس پہنچ گئے۔ جو کہ باہر کے ممالک میں منتشر ہیں۔ ایک غزل میں تو جنتِ ارضی میں ان کے پہنچنے اور وہاں بس جانے کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ سریانی غزل مشرق سے مغرب میں بھیجے گئے حضرت مسیح علیہ السلام پہلے پارتھیا کے یہودی اسباط کے پاس گئے۔ پھر وہاں سے افغانستان اور شمال مغربی ہندوستان میں آ گئے۔ بالآخر جنتِ کشمیر میں پورے طور پر بس گئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام جب تک ارضِ کنعان کے قرب و جوار میں رہے۔ اس وقت تک کا کلام وادئ قمران کے غاروں سے مل گیا ہے۔ ان کے دوسرے دورِ زندگی کا کلام سُریانی صحیفہ میں محفوظ ہے۔

انسائیکلو پیڈیا کے مقالہ نویس نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ یہ غزلیں ایڈیسہ کے سُریانی عیسائیوں کی تحویل میں تھیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ایڈیسہ میں سریانی چرچ کے پاس جو لٹریچر تھا اس میں وہ لٹریچر بھی شامل ہے جو توما رسول نے ہندوستان سے بھیجا۔

۱۔ ڈاکٹر کیبورٹن کو جنوبی مصر کی ایک خانقاہ

ــــــــــــ

[۱] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب صحائفِ قمران

سے چند قدیمی سامی نسخہ جات ملے۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام "رسولوں کی تعلیم" ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مقدس توما رسول نے ہندوستان سے ایڈیسہ کی سریانی کلیسیا کو خطوط روانہ کئے تھے جو کہ ایک عرصہ تک ان کے پاس محفوظ رہے۔ یہ کتاب ۱۱۰ء عیسوی میں لکھی گئی[1] کیا توما کے خطوط کے ذریعہ حضرت مسیح علیہ السلام کی غزلات مشرق سے مغرب میں پہنچیں۔ یہ امر قرینِ قیاس اور قابلِ غور ہے۔

۲۔ ۱۶۵ء عیسوی میں توما رسول کی ہڈیاں جنوبی ہند کے مقبرہ مائیلاپور (مدراس) سے ایڈیسہ میں منتقل کی گئیں[2] دوسری صدی میں توما کی قائم کردہ سریانی کلیسیا ہندوستان میں پھل پھول رہی تھی۔ ان کی سریانی مناجات زبان زدِ خلائق تھیں۔ اس موقعہ پر عیسائی لٹریچر کا مشرق میں منتقل ہونا ایک لابدی امر تھا۔

۳۔ شون فیلڈ کا نظریہ ہے کہ گمشدہ انجیل عبرانیہ کی صدائے بازگشت ہمیں سریانی غزلات میں ملتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ **قدیم عبرانی یا آرامی انجیل دوسری صدی میں ہندوستان میں موجود تھی** سکندریہ کا عیسائی فلاسفر مقدس پن ٹی نس ۱۹۰ء عیسوی میں شمال مغربی ہندوستان کے عیسائیوں کی ملاقات کے لئے آیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہندوستان کے عیسائیوں کے پاس متی کی عبرانی انجیل موجود ہے۔ جبکہ مغرب میں یہ انجیل ناپید تھی۔ وہ اس انجیل کا ایک نسخہ اپنے ہمراہ لے آیا جو کہ اس نے سکندریہ کی لائبریری میں رکھوا دیا۔[3]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا قدیم لٹریچر مشرق سے مغرب میں بالخصوص ایڈیسہ میں منتقل ہوا تھا۔

اندریں صورت حضرت مسیح علیہ السلام کی غزلات کا مشرق سے مغرب بھیجا جانا کوئی بعید از قیاس امر نہیں۔

آثارِ مصر سے اناجیل کا انکشاف

ان غزلوں کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے معانی قرونِ اولیٰ کے باطنی فرقہ Gnostics کے لٹریچر میں ملتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نویس نے لکھا ہے کہ "پس تس صوفیہ" باطنی فرقہ کی کتاب میں (جو تیسری یا چوتھی صدی میں لکھی گئی) سریانی صحیفہ کی پانچ غزلات درج ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سریانی صحیفہ باطنی فرقہ میں مقبول تھا۔

یہ مسلّمہ امر ہے کہ قرنِ اوّل کے یہودی مسیحی یا ایسینی مسیحی جو کہ موحد تھے ان کا فلسفہ بگڑ کر باطنی فرقہ کے نظریات کی صورت اختیار کر گیا۔ باطنی فرقہ کے قدیم لٹریچر میں ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے ماننے والے عبرانی عیسائیوں کی تعلیمات بڑی حد تک محفوظ صورت میں مل جاتی ہیں۔ اس لٹریچر کو کلیسیا نے ممنوع قرار دے دیا تھا جس کی وجہ سے یہ ناپید ہو گیا۔ ۱۹۴۵ء میں بالائی مصر کے ایک قبرستان میں مٹی کا ایک بڑا برتن مدفون پایا گیا اس میں سے ۴۹ قبطی صحائف برآمد ہوئے جو کہ سات سو سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے تھے۔ ابھی تک تین یا چار صحیفے شائع ہوئے ہیں یہ صحیفے دوسری صدی کے نصفِ اوّل میں لکھے گئے۔ بعد میں قبطی زبان میں ان کا ترجمہ ہوا۔ چرچ نے جب اس لٹریچر کو ممنوع قرار دے دیا تو باطنی فرقہ نے اپنی لائبریری کو مٹی کے برتنوں میں بند کر کے دفن کر دیا۔

ان صحائف میں واضح طور پر لکھا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ صلیبی موت مرے وہ غلطی خوردہ ہیں۔ موت سے آپ بچا لئے گئے۔ وہ دوبارہ زندگی حاصل کر کے ۵۵۰ دن یعنی تقریباً ڈیڑھ سال تک شاگردوں کو تعلیم دیتے رہے۔ اس کے بعد یعقوب حواری کو امیر مقرر کر کے خود کہیں دور چلے گئے۔ یہ باتیں انجیل توما، انجیل یعقوب اور انجیل فلپ میں لکھی ہیں جو کہ مدفون برتن میں سے ملی ہیں۔

ظاہر ہے کہ سریانی صحیفہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے جو مخفی حالات پیش کئے گئے باطنی فرقہ کی اناجیل میں وہ حالات ہمیں مل جاتے ہیں۔

صحائفِ قمران، باطنی فرقہ کی اناجیل اور سریانی صحیفہ تینوں مل کر حضرت مسیح علیہ السلام کی نامعلوم زندگی کی جو تصویر پیش کرتے ہیں وہ وہی تصویر ہے جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ۶۵ سال قبل اپنی کتاب

"مسیح ہندوستان میں"

میں پیش کی۔ سریانی صحیفہ کسرِ صلیب کے شواہد میں سے ایک مبرہن شہادت ہے۔

(بشکریہ الفرقان ربوہ جنوری ۶۵ء)

[1] Dr Wrighs edition of ancient syriac documents P. 171

[2] "تاریخ کلیسیائے ہندوستان حصہ اوّل از پادری برکت اللہ ایم اے صفحہ ۱۲۵-۱۲۷

[3] "تاریخ کلیسیائے ہندوستان حصہ دوم از پادری برکت اللہ ایم اے صفحہ ۱۸-۱۹

اظہارِ تشکر و درخواستِ دعا

میری بھتیجی عزیزہ امۃ الشکور غنی کی تقریبِ رخصتانہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۴ء کو ربوہ شریف میں عمل میں آئی۔ جن دوستوں رشتہ داروں اور عزیزوں نے اس تقریب پر اعانت کی اور پھر مبارکبادی کے تار، خطوط اور پیغام ارسال فرمائے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اس تقریب پر خاکسار تو بوجہ پاسپورٹ نہ ہونے کے نہیں جا سکا تھا۔ لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد اور سلسلہ کے بزرگان نے اس موقعہ پر شرکت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی جس کے لئے میں ان سب کا ممنون ہوں۔ احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا فرمادیں خاکسار عبدالرحیم درویش ۳۱۳ قادیان

تحریک جدید کے نئے سال کے تین ماہ گذر چکے ہیں

جیسا کہ احباب کو علم ہے تحریک جدید کے نئے مالی سال (دفتر اوّل سال ۳۱ اور دفتر دوم سال ۲۱) کا آغاز نومبر ۱۹۶۴ء سے ہو چکا ہے۔ اور اس کے مالی سال کے تین ماہ گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک بعض جماعتوں کی طرف سے وعدوں کی فہرستیں دفتر ہذا میں نہیں پہنچیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے باعث دفتر ہذا یاددہانی نہیں کرا سکا تھا۔

اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے تحریک جدید نے جو اہم کام سرانجام دیا ہے وہ اس قدر واضح اور اس قدر عظیم الشان ہے کہ آج دنیا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہی ہے کہ احمدیت دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی ہے۔ اور اسلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی ترقی ایک خوشکن تدریج کے ساتھ جاری ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان تمام اعترافات اور ترقیات کے باوجود ہماری جماعت کے ایک حصہ نے بالخصوص نئی پود نے اس عظیم الشان تحریک کی اہمیت کو کماحقہ نہیں سمجھا۔ اور جس رفتار کے ساتھ چندوں میں ترقی ہونی چاہیئے تھی وہ نہیں ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سے پیوستہ سال کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر اپنے پیغام میں فرمایا تھا کہ:-

"اسلام اور احمدیت کی اشاعت پر بہت زور دو۔ اور اپنی آئندہ نسل کی درستی کا فکر کرو مجھے نظر آ رہا ہے کہ جماعت کو اپنی آئندہ نسل کی درستی کا خاص فکر نہیں۔ اور یہ ایک نہایت ہی خطرناک بات ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تحریک جدید کے دورِ اوّل میں تو بڑی کثرت کے ساتھ لوگوں نے حصہ لیا مگر نئے دور میں شامل ہونے والوں کی تعداد ان کی نسبت کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ اور پھر جو لوگ وعدہ کرتے ہیں وہ وقت کے اندر اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ اشاعتِ اسلام کا کام کسی ایک نسل کے ساتھ وابستہ نہیں۔ بلکہ قیامت تک اس نے جاری رہنا ہے۔ پس اپنے اندر صحیح معرفت پیدا کرو اور اپنی آئندہ نسلوں کو اسلام کا بہادر سپاہی بنانے کی کوشش کرو"

حضور انور کا یہ ارشاد تحریکِ جدید کی جس اہمیت کو واضح کر رہا ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ اسے پوری طرح سمجھ کر اور اپنی اولادوں پر بھی واضح کر کے اسلام کی اشاعت کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال سے درخواست ہے کہ وہ ہر شخص کے پاس پہنچ کر وعدے لیں اور وعدوں کی فہرستیں جلد ارسال فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر رہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

عید فنڈ

عیدالفطر قریب آ گئی ہے لہٰذا تمام جماعتوں کے مقامی عہدیداروں سے درخواست ہے کہ عید فنڈ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام کریں۔ یہ چندہ دراصل خوشی کے موقعہ پر بطور صدقہ کے ہے تاکہ عید کی تقریبات میں ہمارا بنیادی مقصد یعنی دینِ اسلام کی ضروریات مدنظر رہیں۔ کیونکہ اسلام آج نہایت ہی کمزور حالت میں ہے۔ اور جماعت احمدیہ نے اس بات کا عہد کیا ہوا ہے کہ وہ دینِ اسلام کو دنیا میں دوبارہ سرفراز کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ اور تمام احمدی ہر حالت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

اس لئے احبابِ جماعت کو اس تقریبِ سعید کے موقعہ پر بطور یاددہانی یہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنے مقدس عہد اور قبول کردہ ذمہ داری کے پیشِ نظر اس چندہ عید فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔

یاد رہے کہ یہ چندہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ مبارک سے جاری ہے اور انتہائی بڑھتی ہوئی گرانی کے باوجود اس کی شرح اب بھی اسی قدر یعنی ہر کمانے والے پر ایک روپیہ مقرر ہے۔

اس مد کی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ اس لئے جملہ عہدیدارانِ مال عید فنڈ کی کل رقم مرکز قادیان میں ارسال کر کے ممنون فرما دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

پاپائے اعظم کی طرف سے دعوتِ قبولِ اسلام کا شکریہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہز ہولی نس پاپائے اعظم جب ۲ ردسمبر ۱۹۶۴ء کو بمبئی تشریف لائے تو ہیں نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان اور تمام احمدی جماعتوں کی طرف سے انکی بارگاہ عالی جاہ میں محبت و ہدایت کا ایک تحفہ پیش کیا تھا جس میں مندرجہ ذیل کتب تھیں۔

۱۔ قرآن کریم انگریزی	انگریزی	۲۔ لائف آف محمدؐ	انگریزی
۳۔ ٹیچنگز آف اسلام	"	۴۔ احمدیت یا حقیقی اسلام	"
۵۔ مسیح ہندوستان میں	"	۶۔ مسیح کہاں فوت ہوئے	"
۷۔ قبر مسیح	"	۸۔ جناب مسیح کے متعلق نئے انکشافات	"
۹۔ سپاسنامہ	"		

پاپائے اعظم نے اپنے دارالخلافہ "ویٹی کن سٹی" پہنچ کر اپنے سیکرٹریٹ آف اسٹیٹ کو ہدایت کی کہ ان کی طرف سے ان کتابوں کے بھیجنے والے کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اور دعا کی جائے کہ ان کو خدا کی خوشنودی اور رحمت حاصل ہو۔ چنانچہ ویٹی کن سٹی روم سے میرے نام دعا اور شکریہ کے دو خطوط بھیجے گئے ایک ۱۵ ردسمبر کو دوسرا ۱۷ ردسمبر کو۔ ان خطوط کا ترجمہ یہ ہے

"ہز ہولی نس کا سیکرٹریٹ آف اسٹیٹ مقدس باپ کی قیمتی ہدایت کی تعمیل کرتے ہوئے اس بات کی اطلاع دینے میں خوشی محسوس کر رہا ہے کہ جب ہز ہولی نس پوپ پال ششم بمبئی تشریف لائے تھے تو اس مبارک موقعہ پر آپ کی طرف سے ان کی خدمت میں جو ایک کتاب کا تحفہ پیش کیا گیا جس کا نام مسیح اسلام (The True Islam) ہے۔ وہ انہیں موصول ہوا۔ آپ کی طرف سے اس موقعہ پر ہز ہولی نس کا جس تپاک اور گرمجوشی سے استقبال کیا گیا اس پر مقدس باپ "پوپ پال ششم" اس کتاب کے بھیجنے والے، ان کے شرکاء کار اور حاضرین کو دعا دیتے ہیں کہ

ان کو آسمانی رحمت اور خوشنودی حاصل ہو"

ہم ممبران جماعت احمدیہ صدق دل سے آمین کہتے ہیں اور یہی دعا ہم لوگ بھی پاپائے اعظم اور ان کے تمام عقیدت مندوں کے لئے کرتے ہیں

ایں دعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد

کاش پاپائے اعظم ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جو ان کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ یہی وہ کتابیں ہیں جن کے ذریعہ ان کو آسمانی رحمت و خوشنودی کا مستحق قرار پاتا ہے۔

حاشیہ: میرا خیال ہے کہ سیکرٹریٹ آف اسٹیٹ نے اختصار کی رعایت کرتے ہوئے صرف ایک کتاب کا ذکر کیا ہے ورنہ میں نے تو پاپائے اعظم کی خدمت میں ان تمام کتابوں کا سیٹ بھیجا تھا جن کی اوپر فہرست دی گئی ہے ◆

خبریں

نئی دہلی۔ ۲۵ رجنوری۔ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے آج رات یوم جمہوریہ پر آل انڈیا ریڈیو سے قوم کے نام ایک براڈکاسٹ تقریر میں لوگوں سے تعاون کی اپیل کی۔ اور سرکار سے کہا کہ وہ بڑھتی ہوئی قیمتوں کو روکنے کے لئے اور مشکل غذائی حالت کو درست کرنے کے لئے ذخیرہ بازی اور چور بازاری کے خلاف ہمت اور حوصلہ مندانہ کارروائی کرے۔ آپ نے مختلف صوبوں پر زور دیا کہ وہ خوراک کی منصفانہ اور مساوی تقسیم کے لئے مل کر اقدام کریں۔ آپ نے وارننگ دی کہ کسی بھی قوم میں اور خصوصاً ایسی قوم میں جس میں لوگوں کی بڑی تعداد غریب ہو سماج گرانی کو بہت تھوڑی حد تک ہی برداشت کر سکتا ہے۔ اس کا صبر ایسا نہیں کہ ختم نہ ہو سکے۔ گرانی کی ہمیں نہ صرف یہ سزا بھگتنی پڑتی ہے کہ ہماری مستقبل کی ترقی۔ اور نشو و نما قربان ہو جائے۔ اس سے موجودہ اقتصادی سماجی بلکہ سیاسی استحکام کو بھی خطرہ ہے۔

آپ نے کہا ہم اپنے دونوں ہمسایوں پاکستان اور چین کے ساتھ جھگڑوں کے پرامن اور باعزت سمجھوتہ کے لئے بھی خواہاں ہیں۔ ہمیں جوابی یا انتقامی کارروائی اور نفرت کو کوئی جگہ نہیں دینی چاہیئے۔ اور اپنے تنازعوں کو رواداری اور آپسی سوجھ کے اصولوں کے مطابق نپٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بنگلور۔ ۲۵ رجنوری۔ وزیر اعظم شری شاستری نے آج یہاں کہا ہے کہ مشکلات کے باوجود ہمیں قومی اور بین الاقوامی مسائل کو پرامن طور پر حل کرنا چاہیئے۔ گو ہماری راہ میں بہت سی مشکلات ہیں پھر بھی ہم پرامن اور سمجھانے بجھانے کے طریقوں میں اپنے یقین کو ترک نہیں کر سکتے۔ آپ نے کہا ہم عالمی مسائل پرامن طور پر حل کرنے پر زور دیتے ہیں اس لحاظ سے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے اندرونی مسائل بھی پرامن طور پر حل کریں۔

پیکن۔ ۲۵ رجنوری۔ وزیر اعظم چین مسٹر چو ان لائی نے یہاں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اتحادی سبھا کی از سر نو تنظیم نہ کی گئی تو ممکن ہے اس کے مقابلہ میں ایک انقلابی ادارہ قائم ہو جائے اتحادی سبھا نے بہت سی غلطیاں کی ہیں اور اس نے افریقی ایشیائی ممالک کو مایوس کر دیا ہے مسٹر چو ان لائی نے انڈونیشیا کی اتحادی سبھا سے علیحدگی کا خیر مقدم کیا۔ اور کہا کہ اتحادی سبھا کے مقابلہ میں ایک انقلابی ادارہ قائم ہونا ہی چاہیئے کیونکہ چین کوریا اور ویت نام جیسے ملک جن کی آبادی دنیا کی آبادی کے ایک چوتھائی کے برابر ہے اتحادی سبھا کے ممبر نہیں ہیں۔ مسٹر چو ان لائی نے برطانیہ اور امریکہ کو خبردار کیا کہ اگر انہوں نے انڈونیشی عوام پر جنگ مسلط کی تو چین خاموش نہیں رہیگا

مدراس۔ ۲۵ رجنوری۔ آج یہاں پندرہ ہزار سے زیادہ طلباء نے ریپبلک ڈے سے ہندی کو سرکاری زبان بنائے جانے کے خلاف بطور پروٹسٹ جلوس نکالا۔

جناب گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں سالِ نو کا پیغامِ تہنیت
اور
موصوف کی طرف سے اس کے جواب میں شکریہ کا خط

جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب گورنر پنجاب کی خدمت میں جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے نیا سال شروع ہونے پر نیک تمناؤں کا بذریعہ [illegible] پیغام بھیجا گیا تھا۔ اس کے جواب میں جناب گورنر صاحب نے حسب ذیل خط ارسال فرمایا ہے:۔

راج بھون۔ چنڈی گڑھ

میں آپ کے سالِ نو پر مبارکبادی کے پیغام کا تہ دل سے مشکور ہوں
براہِ کرام میری طرف سے بھی سالِ نو پر مخلصانہ نیک خواہشات اور تہنیت قبول فرمائیں
حافظ محمد ابراہیم

بخدمت مکرم ناظر صاحب امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان

درخواستِ دعاء

میں قارئین بدر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک، متقی اور باخدا انسان بنائے۔ اور اپنی رضا کے عین مطابق خدمتِ سلسلہ کی غیر معمولی توفیق عطا فرمائے۔ نیز حسناتِ دارین سے نوازے خاکسار امسال ایم اے عربی کا امتحان بھی دے رہا ہے۔ یہ فائینل امتحان ہے۔ اس میں نمایاں اور شاندار کامیابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

خاکسار فضل المجیب راشد
ابن محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان ربوہ

اظہارِ تشکر:۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور احباب جماعت و درویشان قادیان کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو کامیابی عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نے امتحان میں میری اس کامیابی کو آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین خاکسار ایم اے حفیظ قریشی تیماپوری از اورنگ آباد دکن